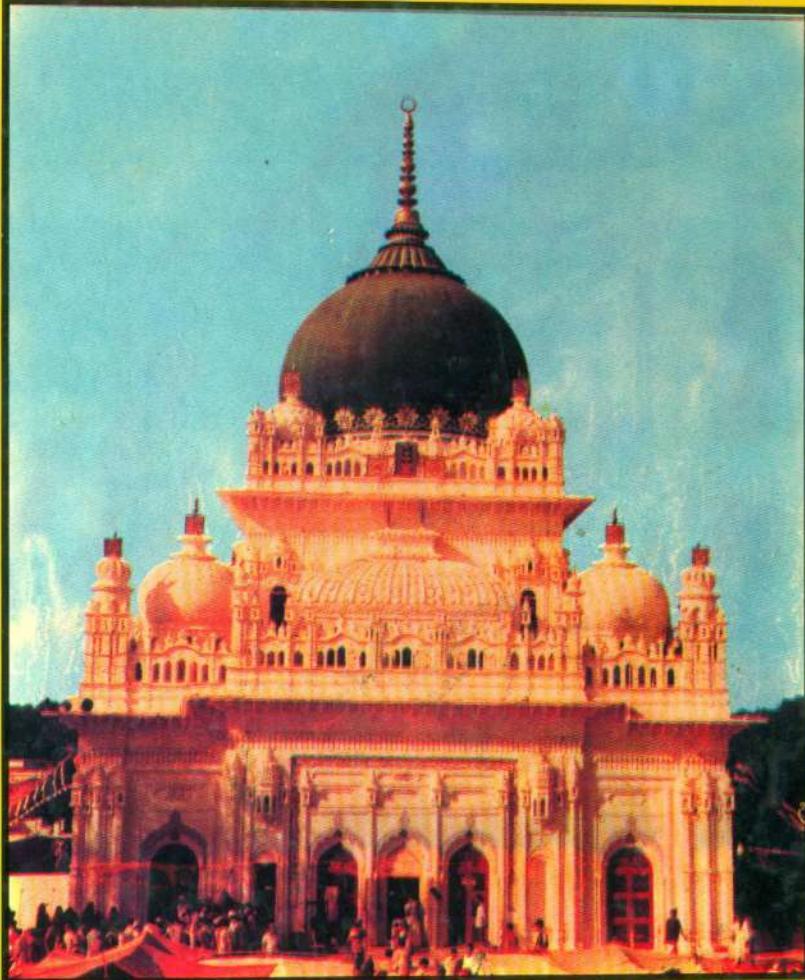


حیرت عشق کس نہیں



حقائق و معارف آگاہ۔ بادہ کش اُست و ملی صوفی الحاج
ابوالارشد حضرت حیرت شاہ حبیب حیرت وارثی رحمۃ اللہ علیہ

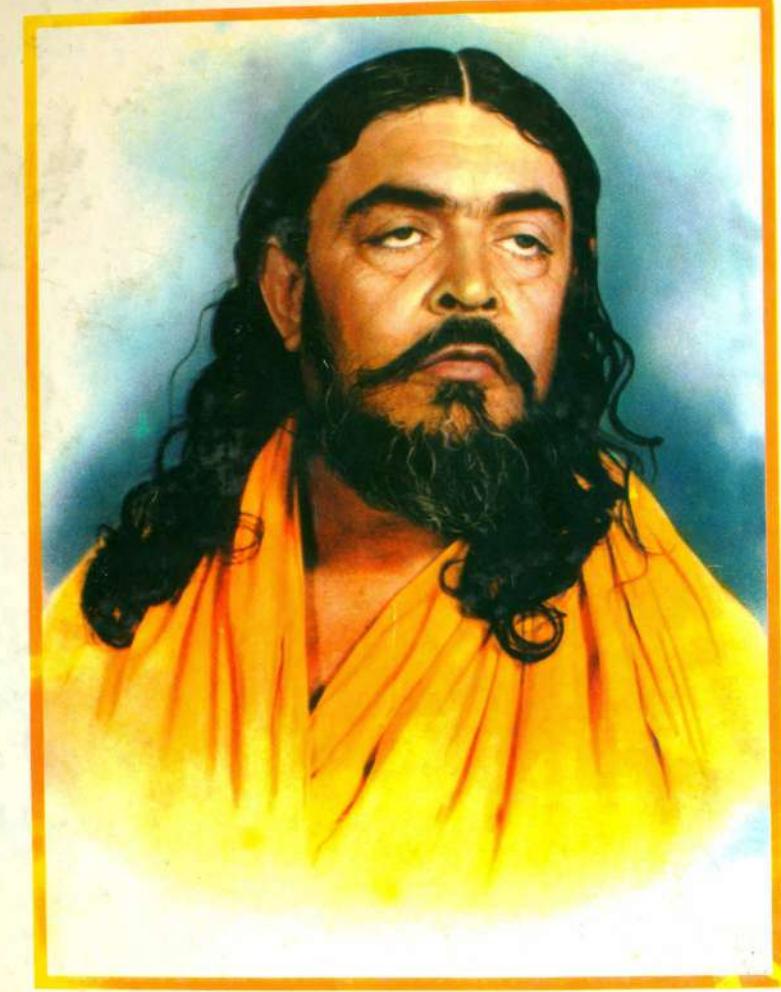
پیش: حضرت عنبر شاہ وارثی پبلیکیشنز پاکستان

پیش: حضرت عنبر شاہ وارثی

ارتینف: الحاج بابا حضرت حیرت شاہ حبیب حیرت وارثی

پیش: حضرت عنبر شاہ وارثی پبلیکیشنز پاکستان

حیرت عشق ہوئی سارے جہاں کی حیرت
دنیا حیران رہی آپ کے حیرانوں کی



الحاج بابا حضرت حیرت شاہ حبیب حیرت وارثی

پیش: حضرت عنبر شاہ وارثی پبلیکیشنز پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبِّ لَا تَذَرْنِي فُرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارثِينَ

فَضْلُكَمَنْ

عَلِيُّكَمَنْ

از تصنیف طیف

الْحَاجُ بَابا حَضْرَتْ حَيْرَتْ شَاهِ حَصْبَ حَيْرَتْ وَارثِي

پیش حضرت عزیز شاه وارثی پبلیکیشنز پاکستان

ھوالوارث الکریم

بنا مجموعہ کلام عکس حیرت نقش حیرت
 مصنف عارف باللہ شہید محبت حضرت الحاج بابا حیرت شاہ وارثی[ؒ]
 طبع جدید ۲۸ جماوی اول ۱۳۲۷ھ برابطاق ۲۵ جون ۲۰۰۶ء
 تعداد ایک ہزار

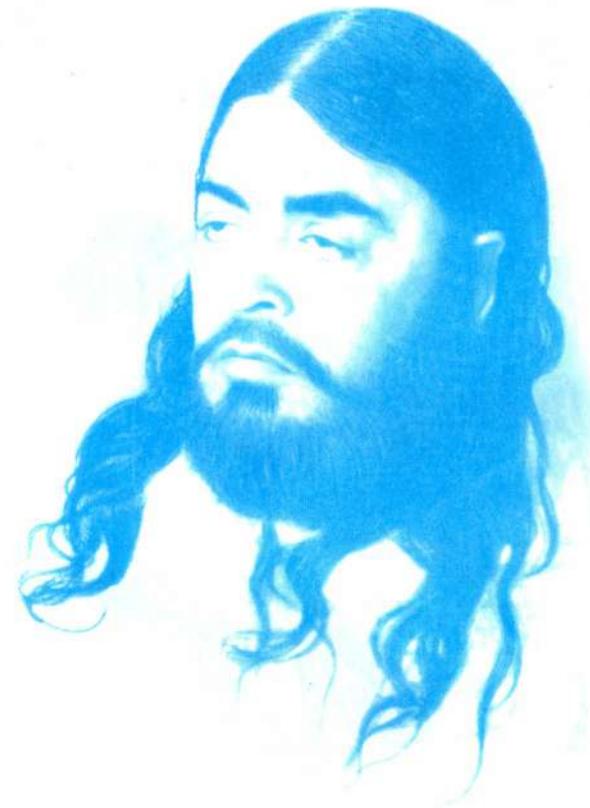
زیراہتمام حضرت عبیر شاہ وارثی پہلی یشنز پاکستان
 ہدیہ -

(مجموعہ حدا ملنے کے پتے)

- 1 آستانہ عالیہ وارثیہ بر مزار پر انوار حضرت الحاج بابا حیرت شاہ وارثی[ؒ]
- 2 پاپوش نگر قبرستان ناظم آباد کراچی
- 3 کتبہ وارثی مین بازار بورے والا (پنجاب)
- 4 464 اسٹریٹ 63۔ جی 4/9 اسلام آباد، پاکستان
- 5 خانقاہ عالیہ جامعہ وارثیہ ٹرست میانوالی کالونی اندر وون میوہ شاہ قبرستان
منگھوپیر روڈ، سائب ایریا کراچی فون 010 2566910
- 6 الوارث گولڈ سمٹھ، پکی ٹھنی روڈ من آباد زد سجد حافظ والی لاہور۔

نوٹ

ہر جمعرات دن 2 بجکر 50 منٹ پر گل پوشی و قل شریف دعا خیر بعد تقدیم لئے
ماہانہ قمری چاند کی 28 تاریخ دن 2 بجکر 50 منٹ پر گل پوشی و قل شریف دعا خیر بعد لئے
یک مصقر سالانہ عرس وارث پاک قدس سرہ
28 جمادی اول سالانہ عرس مبارک حضرت بابا حیرت شاہ وارثی[ؒ]
بمقابلہ آستانہ عالیہ وارثیہ بر مزار مبارک حضرت بابا حیرت شاہ صاحب وارثی پاپوش نگر قبرستان ناظم آباد کراچی۔
عقیدت مند حضرات شرکت فرمائیں روحانی حاصل فرمائیں۔



الحج بابا حضرت حیرت شاہ حبیب حیرت وارثی[ؒ]

هو الوارث الکریم

نذر جدید

محترم قارئین، حضرت عنبر شاہ وارثی "پبلی کیشنز پاکستان اپنی اس پیشکش کو
 شیخ الشیوخ عالم زہد الانبیاء فرید الملت والدین
 حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شنگر قدس اللہ سر العزیز
 کے منظور نظر

دیوان

حضرت میاں دیوان مسعود مودود چشتی فریدی دام ظلّم
 کی خدمت بابرکت میں خیالِ خصوصی قلبی
 و بلحاظ موائستِ روحی ہدیتا
 پیش کر کے آرزومندِ قبولیت ہیں

=====
 زیر احمد گلزاری
 حضرت عنبر شاہ وارثی "پبلی کیشنز پاکستان

۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هو الوارث الکریم

معزز قارئین
 السلام علیکم

جیسا کہ آپ کے علم میں باخوبی ہے کہ حضرت عنبر شاہ وارثی "پبلی کیشنز پاکستان
 زیر پر پستی حضرت مخدومی قبلہ خواجہ دبر علی شاہ وارثی مدظلہ ۱۹۹۳ء سے دینی و روحانی
 قدیم و جدید اشاعت میں مصروف عمل ہے۔

پبلی کیشنز ہذا کی اول پیشکش حضرت بابا الحاج سید عنبر علی شاہ وارثی "کے باراول مجموعہ
 کلام بنام العشق ہو اللہ کی اشاعت تھی پھر عقیدت مند اہل ادب حضرات کے
 بے حد اسرار پر اگست ۱۹۹۹ء میں کلیات عنبر وارثی "شائع کیا جو ہاتھوں ہاتھ تقسیم
 ہو گیا۔ پھر ۲۰۰۵ء میں صد سالہ جشن وارث پاک " کے موقع پر ایک عظیم الشان مجلہ
 بیادگار اعماں وارث الاولیاء شائع کیا پھر مارچ ۲۰۰۶ء میں حضرت بابا کمال شاہ
 وارثی دیوہ باشی کا کلام بکمال کتابچہ شائع کیا، اب کلیات عنبر وارثی حسب فرمائش
 جناب فاروق احمد صاحب اور سلام اہلبیت از نتیجہ فکر جنا ب استاد باقر حسین
 باقر شاہ بجهان پوری مرحوم زیر طباعت ہے۔ غرضیکہ اب آپ کے پیش نظر حسب فرمائش
 جناب محترم زیر احمد گلزار صاحب سلسلہ عالیہ وارشیہ کے جلیل القدر علمی و روحانی بزرگ
 شخصیت عارف باللہ شہید محبت حضرت الحاج بابا حیرت شاہ وارثی " کے مجموعہ کلام

بنام عکس حیرت نقش حیرت ایک ہی جلد میں یکجا زیور طباعت سے آراستہ پیش خدمت ہیں۔ حضرت عنبر شاہ وارثی " پبلی کیشنز پاکستان مستقبل میں سلسلہ عالیہ وارثیہ و دیگر بزرگان دین کے تمام شعری خزانہ کو منظر عام پر لانے کا خواہشمند ہے جو بھی تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکے لہذا اس سلسلے طباعت روحاںی میں ان تمام حضرات سے التماس ہے کہ جن کے پاس بزرگان سلسلہ عالیہ وارثیہ و دیگر بزرگان کا کلام موجود ہے لیکن کسی بھی وجہ سے طباعت سے محروم ہے اور عقیدت مندان کے کلام سے نہ صرف نہ آشنا ہیں بلکہ انکے روحاںی فیضان سے بھی محروم ہیں۔

لہذا حضرت عنبر شاہ وارثی " پبلی کیشنز پاکستان کو وہ ادبی روحاںی مسودے عنایت فرمائیں تاکہ انہیں طباعت سے آراستہ کر کے اشاعت کی سعادت کے ساتھ ساتھ عقیدت مندوں تک شعری سرمایہ پہنچا کر بزرگان دین کی خدمت کی سعادت حاصل کر سکیں، ہمیں قوی امید ہے کہ آپ اس کا رخیر میں جلد از جلد ہم سے تعاون فرمائیں گے

اے وارثِ دو عالم اب اسکی لاج رکھنا

تیری ہی رحمتوں سے حیرت کی آبرو ہے

طالبِ دعا

میاں نور محمد وارثی

سیکریٹری جزئی پبلی کیشنز ہذا

بیان حیرت

اب تو ہر عنوان حیرت، حیرت عنوان ہے
حیرت خاموش گویا حیرت گفتار ہے۔

حیرت، حیرت آفرین، حیرت افزا، حیرت زده، حیران
ان سب لفظوں کی لغوی تاثیر حضرت قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثی " کی پُر نور روحاںی شخصیت میں ظاہر و
بُطن آڈھ کار نظر آتی ہے۔

وارثی حیرت جہاں پر چھا گئی

صدتے اپنے جامہ احرام کے

گویا کہ سارا کاسارا انداز زندگی حیرت ہی حیرت میں گم و محو تھا

کیونکہ جس وقت آپ اس دنیاۓ فانی میں ظہور پزیر ہوئے تو عکس حیرت بن کر چھا گئے
زمانے پر چھائے نہ کیوں بن کے حیرت

تمہاری نظر میں سمایا ہوا دل

پھر اس دنیاۓ فانی میں ۲۷ سال جمال حیرت کی کرشمہ سازی فرماتے رہے۔

میری حیرت کے نقشے میں سما گلشن عالم

ہر اک ذرے کو پایا اپنی حیرت کا نشان ہم نے

پھر اس دنیاۓ فانی سے رحلت فرمائی تو نقش حیرت ہو گے

مرتے مرتے بھی رہا آپ کا رہا مان مجھکو

چلتے دم خوب ملا حشر کا سامان مجھکو

حسن آئینہ ہوا مشق کی حیرت نہ گئی

ان کی حیرت نے کبھی چھوڑا نہ حیران مجھکو

سلسلہ عالیہ وارثی کی اس حیرت کو باوضولاحظہ فرمائیں۔

یقیناً آپ کو عکس حیرت اور نقش حیرت کا مطالعہ رو حانی حیرت میں گم کر دے گا۔

اور جب آپ رو حانی حیرت میں گم ہو جائے گے تو آپ پر رو حانی لہر حیرت بر سے گی

شعر حیرت فرازے عالم میں

سب کا ان میں بیاں ہے گویا

میں حضرت عزیز شاہ وارثی "بپلی کیشنز پاکستان کی اس حیرت انگریز پیٹکش پر محترم القام قبلہ خواجه دلبر شاہ صاحب وارثی اور

جملہ ارکین کو دلی مبارک بادپیش کرتا ہوں کہ

آن کی حیرت نصیب ہو جاتی

میں بھی آئینہ ساز ہو جاتا

خیراندیش

زبیر احمد گلزاری

ساکن اسلام آباد پاکستان

حضرت خواجه دلبر علی شاہ وارثی صاحب مدظلہ

تحریر:

سرپرست اعلیٰ:

حضرت عزیز شاہ وارثی بپلی کیشنز پاکستان

خداوند عالم جس کو خوبی عطا فرماتا ہے، اس کو ہر اعتبار سے گل دستہ قدرت ہنا کہ اہل عالم کے رو بروپیش کرنا
ہے تو اہل دانش ہی نہیں ساری کی ساری دنیا اُسے حیرت سے دیکھتی اور حیراں ہوتی ہے کہ

وہ مصور کیسا ہو گا

جس کی یہ تصویر ہے

یہ مجسماء حیرت کے ۱۸۸۸ء کو شہر جالندھر حوالی حسن خان کے ایک دین دار آرکیں خاندان میں ظہور پزیر ہوا،
والد بزرگ نیک سیرت کا نام میاں احمد بخش صاحب وارثی تھا، والدین نے مجسماء حیرت کا نام عبدالرحیم
رکھا۔

حضرت سید بابا عزیز علی شاہ صاحب وارثی اپنی تصنیف میں بزرگان جالندھر کی روایت نقل کرتے ہیں کہ
عزیز و احباب اس مجسمہ حیرت کو کیلئے کر گھو حیرت رہ جاتے اور بے ساختہ جوش عقیدت سے آپ کے والدین
کو مبارک بادپیش کرتے۔

تجھی جمالی روئے جاناں

تجھے اے دیدہ حیراں مبارک

گویا کہ آپ نہیں ہی حسین و جمیل ظہور پزیر ہوئے تھے کہ ہر خاص و عام آپ کے حسن مطلق کو دیکھ کر رحمو
حیرت ہو جاتا، آپ کو ظاہری حسن و جمال کے ساتھ باطنی طور پر بھی حق تعالیٰ نے حسن و حسین اخلاق کی

عارف باللہ شہید محبت سر اپس حیرت جمالی نقش حیرت

حضرت الحاج فقیر بابا حیرت شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ

جن کا فیضانِ محبت آج بھی جاری و ساری ہے

دولت سے مزین فرمایا تھا۔

آپ کا جلوہ بھی کیا چیز ہے اللہ اللہ
جس کو آجائے نظر وہ بھی تماشا ہو جائے

دیگر یہ کہ بچپن ہی سے آپ پا کیزگی و پاک دامانی سے آراستہ تھے، یعنی نماز اور روزہ کا حدد رجہ شوق دامن گیر تھا، والدین سے اذان کی آگاہی کرتے کہ اذان کب ہو گی مجھے مسجد جانا ہے جب اذان ہوتی تو آپ وضو فرمائے کر بڑی ہی عقیدت و محبت سے مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا فرماتے شہر جا لندھر کے صاحب باطن بزرگان آپ پر خصوصی شفقت و محبت فرماتے تھے کیونکہ وہ آپ میں درویش کے جوہر عیال دیکھ رہے تھے
حریم نماز میں اور چھپ کر بیٹھنے والے
بھی تو اہل نظر بے نقاب دیکھیں گے

آپ نے ابتدائی دینی تعلیم و تربیت اپنے گھر ہی پر حاصل فرمائی پھر شہر جا لندھر کے ایک ہائی اسکول سے میڑک اعلیٰ درجہ پاس کر کے بعدہ بینٹ اسٹینشن کالج دہلی سے ائٹھ پھر اسلامی کالج لاہور سے گرجو یشن کیا مگر دوران تعلیم حاصل کرنے کے باوجود آپ نماز سے غافل نہ ہوئے گرجو یشن کرنے کے بعد گورنمنٹ پنجاب کے مختلف مکتبوں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ پھر ICS کر کے پوسٹ اینڈ ٹلیکراف میں اشتہ ڈائیریکٹر سے ترقی کر کے ڈپٹی ڈائریکٹر مقرر ہوئے اسی دوران 1927ء میں ایک روز شہر جا لندھر میں سر راہ حضور امام وارث الاولیا و قدس سرہ کے مرید خاص و خرقہ پوش فقیر عاشق رسول فدائے وارث کو نینی حضرت قبلہ میاں بیدم شاہ صاحب وارثی کی چشم کرم آپ میاں عبدالرحیم پرپڑی تو بے ساختہ نگاہیں بول اٹھیں کہ "وہ لے لیا دل" بقول از خود میاں عبدالرحیم کہ!

یہ حضور قبلہ میاں (بیدم شاہ) وارثی کی چشم نہیں کا ابجا حسن تھا کہ کرشمہ عشق و ارث کہ جسے مجھ کو حظیر کر دیا بس پھر کیا تھا دل کی دنیا ہی زیروز برہو کرہ گئی شب و روز ایسی کیفیت میں گم و بسر ہونے لگے، آخر ایک شب عالم رویا میں مجھنا چیز کو حضور سیدنا امام وارث الاولیاء سرکار عالم پناہ امام وارث حاصل ہوا کہ اول حضور سرکار عالم پناہ قدس سرہ نے مجھنا چیز کو طلب فرمایا تو خادم خاص حضور میاں فیضو شاہ صاحب وارثی نے میرے نام کی منادی کی تو میں سرکار کے حضور حاضر ہو کر قدم بوس ہوا تو سرکار عالم پناہ

قدس سرہ نے اپنے دست مبارک سے مجھے شریٰ نوش کروائی پھر میری آنکھوں میں اپنا العاب دہن ڈالا اور میراہاتھ (حضرت) قبلہ میاں بیدم شاہ صاحب وارثی کے دست مبارک میں دے کر ارشاد فرمایا "لویہ ہماری حیرت ہے، اسکو حقاً نلت سے رکھو"

جب صحیح بیدار ہوا تو صحیح صادق کا وقت تھا، اور میری آنکھیں نور علی نور ہو گئیں تھیں مجھے زمین و آسمان کی ہر تھی شے نظر آ رہی تھی، اسی عالم میں وضو کر کے نمازِ نجمر کے لئے مسجد چلا اور نماز باجماعت ادا کی مسجد میں سب نمازی مجھے حیرت سے دیکھنے لگے اس وقت میری آنکھیں روشن چمک دار منہ اور جسم سے خوشبوں کی مہک جاری تھی امام صاحب نے بڑی شفقت و محبت سے میری پیشانی پر بوس دیا اور فرمایا کیا شب کو حاجی وارث پاک گی زیارت تو نہیں ہو گئی جس کی وجہ سے تم مخوبیت ہو میں امام صاحب کی مبارک باد کے ساتھ ہی گھر آگئی مگر میری دلی کیفیات میں اور بھی بے قراری طاری ہوتی گئی۔

اسی بے قراری کے عالم میں میں دلی روانہ ہو گیا تو اول دہلی شریف میں درگاہ حضرت شیخ کلیم اللہ چشتی میں قدم بوسی وسلا می پیش کی پھر حضرت سرہ مدت قلندر شہید کے مزار مبارک پر قدم بوسی پیش کی وہاں ایک مسٹ دوریش نے با آواز بلند صد اگانی کر کہ (حضرت) نصیر الدین محمود دہلی شریف کاروشن چراغ ہیں حضرت امیر خسرو محبت ہیں حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی ہیں اور ساری دہلی کے قطب اقطاب خوبیہ بختیار کا لکی ہیں، پھر میں نے اس درویش کے اشارہ پر ان سب بارگاہ خواجگان میں قدم بوسی وسلا می دی اور آخر درگاہ سرکار قطب اقطاب مہروں میں شب باشی کی کہ شب کو حضور سرکار قطب اقطاب نے ارشاد فرمایا کہ پھر حضرت سرہ مدت قلندر شہید کی بارگاہ میں سلا می پیش کرو میں یہ حکم پا کر صحیح ہی جامع مسجد دہلی مزار پر انوار سرہ مدت قلندر شہید میں حاضر ہو اقدم بوسی وسلا می پیش کی تو پھر اسی درویش نے صدادی کہ تم کو حضور حاجی وارث پاک قصبہ دیوہ شریف بلا تے ہیں اس درویش سے یہ خبر پا کر میں اور بھی بے قرار ہو گیا

دل اڑائے لئے جاتی ہے ہوادیوی کی

اور دہلی شریف سے لکھنؤ لکھنؤ سے بارہ بھکی قصبہ دیوہ شریف آستانہ عرش نشان سرکار عالم پناہ امام وارث الاولیاء قدس سرہ شب کو حاضر ہوا، دیکھا کہ آستانہ شریف کے صدر دروازے پر حضور قبلہ میاں (بیدم شاہ صاحب) وارثی نے رونق افروز ہیں کہ جیسے کسی کے انتظار میں ہوں جب میں صدر دروازے کے قریب حاضر

ہو ا تو حضور قبلہ میاں بیدم شاہ صاحب وارثی نے مجھے مخاطب فرمایا کہ "عبد الرحیم آگئے تو میں نے با ادب عرض کیا کہ حضور غلام حاضر ہے" بس پھر کیا تھا حضور قبلہ میاں (بیدم شاہ) صاحب وارثی مجھے لیکر با حضور سرکار عالم پناہ قدس سرہ کے آستانے شریف میں حاضر ہوئے بیعت وارث پاک سے مشرف فرمایا کہ میرے دنیاوی کپڑے اُتا کر زرد کفن پوشی فرمادی اور ارشاد فرمایا

کہ "اب تم پریشان نہ ہو سرکار عالم پناہ قدس سرہ نے اپنی حیرت تم کو عطا فرمادی ہے آج سے تمہارا نام عبد الرحیم نہیں حیرت شاہ وارثی ہے جو بھی تم کو دیکھے گا وہ خود ہی حیرت زدہ ہو جائے گا

یارے من بکمال رعنائی
خود تماشا ہو خود تماشا نی

جناب میاں حاجی عطاء اللہ ساگر وارثی (مرحوم) اپنی تصنیف خیرالواشین میں روایت لفظ کرتے ہیں کہ "جس شب آستانہ معللے دیوبہ شریف آپ حضور قبلہ میاں حیرت شاہ صاحب وارثی" کی احرام پوشی ہوئی تو صحیح مبارک بادی کی محفل منعقد ہوئی سارے قصبدیوبہ شریف میں میٹھائی تیسم حضرت قبلہ حافظ پیاری شاہ صاحب وارثی نے کروائی تھی "بعد محفل حضور قبلہ میاں (بیدم شاہ) صاحب وارثی نے مجھے حیرت زدہ کو کچھ ضروری ہدایات و آداب خرقہ پوشی و ریاضت تعلیم فرمایا کہ رخصت کر دیا

جس طرف دیکھتا ہوں جلوہ جانا نہ ہے
اب نظر میں کوئی اپنا ہے نہ بیگانہ ہے

جس وقت آپ اپنے شہر جالندھر پہنچتے تو ہر شخص آپ کو دیکھ کر حیرت زدہ تھا، مگر آپ فرماتے ہیں کہ سب لوگ ہم کوئی دیکھتے تھے مگر ہم کو انہا ہوں نہیں تھا۔

نیرنگ سُن یارے دیوانہ کر دیا
ہوش بہار ہے نہ خزاں کی خبر مجھے

شب کو ہم حضرت سیدنا ناصر الدین شاہ کے دربار میں شب باشی میں مصروف تھے کہ گھر سے خبر آئی کہ ہماری الہی صاحب رحلت فرمائی ہیں اور محمد ارشاد احمد کو میتم کر گئی ہیں مگر ہمیں اپنی الہی صاحب رحلت اور اپنے فرزند کی تیسم کا غم و افسوس شہوا۔

یہ نہیں معلوم کوئی زندت آنکوش ہے
بے نیاز ہوش کتنا بے نیاز ہوش ہے

درگاہ شریف کے خادمین نے اہل خانہ و عزیز و احباب کو سمجھایا کہ اب یہ حضور سرکار حاجی وارث پاک قدس سرہ کے فقیر ہو گئے ہیں اور ان کو فقیری اختیار کرنے کے بعد نیاداری کرنے کا حکم نہیں ہے برائے کرم ان کو پریشان نہ کرو! یہ تو پہلے ہی سے مدھوٹی کے کی کیفیات میں محمود گم ہیں انہیں کسی بات کا ہوش ہی نہیں ہے۔ غرضیکہ آپ کچھ روز درگاہ شریف حضرت سیدنا ناصر الدین صاحب قیام فرمایا کہ کپور تحلہ کے جنگلوں میں شب و روز ختنہ مجاہدے کرتے رہے، اس مجاہدوں کے دوران آپ کامساوا پنے رہنماء کامل (حضرت میاں بیدم شاہ صاحب وارثی) کہ کسی سے رابطہ نہ تھا، آپ نے ایک عرصے کپور تحلہ کے جنگلوں میں وہ وہ مجاہدے سر کئے جسکوں کر حیرت ہوتی ہے۔

غرضیکہ جب آپ نے عبادت و ریاضت و مجاہدوں سے کامل روحانیت حاصل فرمائی تو رہنمائے کامل حضرت میاں بیدم شاہ صاحب وارثی نے آپ حیرت شاہ صاحب" کو مخلوق خدا کو بیعت کرنے کی اجازت عنایت کی اور سلسلہ عالیہ واریثہ کی تبلیغ و اشاعت کی ہدایت فرمائی۔

جب خیال یار کامسکن مراسینہ ہو

سامنے آنکھوں کے اک حیرت کا آئینہ ہوا

آپ قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثی نے بھکم مرشد سلسلہ عالیہ واریثہ کی تبلیغ و اشاعت کے لئے تجمعیۃ الواریثہ کی بنیاد شہر جالندھر میں رکھی دیگر کرتار پور موضع نذرالله (کپور تحلہ) ریلوے اسٹیشن ڈھلوان امترسلا، لاہور، ملتان، پاکپن شریف، بھاولپور، چنانا گلگ و دیگر مقامات پر مخصوص شہر کراچی تک تجمعیۃ الواریثہ کی رکن سازی جاری فرمائی اور ساتھ ہی دیگر ممالک ایران، عراق، ترکی، شام، اردن، سودان، مصر، بیت المقدس، سعودیہ، عربیہ آپ باذات خود تبلیغ دینی و روحانی فرماتے رہے آپ تا حیات تجمعیۃ الواریثہ کے صدر رہے اور سیکریٹری ہنزل آپ کے مرید خاص، خرقہ پوش فقیر بر صغر کے معروف صوفی نعمت گوش اعراف عاشق رسول حضرت الحاج سید عزیز علی شاہ صاحب وارثی چشتی اجیری المعروف شاہ میاں تھے۔

غرضیکہ آپ قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثی نے تا حیات سلسلہ عالیہ واریثہ کو فروع دینے میں کمال فریضہ

انجام دیا، آپ نے 1927ء سے اکتوبر 1963ء تک سایہ میں زندگی بسر فرمائی جگہ مرشد نہ کوئی گھر بنایا۔ کبھی زر و دولت یا کم سامان زندگی جمع کیا ساری زندگی تو کل اللہ بسر فرمائی عقیدت مندو مریدین روپے یا سامان نذر کرتے وہ آپ اُسی وقت غریب اور مسکنوں میں تقسیم فرمادیتے۔

غرضیکہ آپ کے مزاج میں حیرت نما استقلال اور یک رکنی تھی کہ دیگر سلسلہ کے فقراء و مشايخ دیکھ کر محیرت ہو جاتے اور حقیقتاً بر صغیر کی معروف خانقاہوں کے منڈشیں حضرات آپ کی وصغداری پر حیرت زدہ تھے کہ آپ کی سالانہ اعراس بزرگان دین کی تقریبات میں شرکت وضتی ضرب المثل تھی۔

اور از خود بھی بزرگان دین کے سالانہ و ماہانہ اعراس مختلف شہروں اور قبیلوں میں عظیم الشان اہتمام سے منعقد فرماتے کیونکہ یہ عمل آپ کا تبلیغی مشن تھا جس میں ہزاروں عقیدت مند آپ کے دست مبارک پر بیعت ہو کر نیفان وارث پاک حاصل فرماتے

کوئی میری آنکھوں سے دیکھے تو دیکھے
ہے ہر شکل میں جلوہ گرشان وارث

آپ ہی نے 1949ء میں حضرت قاضی حافظ اکمل شاہ صاحب وارثی کے چہلم کے موقع پر مقام چھپر شریف ڈاکخانہ چنگانکیاں تحصیل وضع گورخان (پنجاب) میں بر مزار مبارک حضرت حافظ اکمل شاہ صاحب وارثی آستانہ عالیہ وارثیہ کی بنیاد رکھ کر اور ۸ مارچ کو سالانہ عرس مبارک کی داغ تیل ڈالی اور ۹ مارچ کو از خود اپنی جانب سے مرکزی جلوس چادر شریف کا اہتمام شروع کیا جس کو آپ تاحیات احسن و صغداری سے منعقد کرتے رہے، جب آستانہ وارثیہ چھپر شریف کے خادم خاص حضرت میاں عبداللہ شاہ وارثی کا وصال 1955ء میں ہوا تو آستانہ وارثیہ چھپر شریف کے جملہ انتظامات کیلئے آپ نے قاضی عزیز احمد کی احرام پوشی کر کے عزت شاہ وارثی کے خطاب سے نواز کر آستانہ وارثیہ چھپر شریف کا ناظم اعلیٰ مقرر فرمایا اور از خود قاضی عزت شاہ صاحب وارثی کی تعلیم و تربیت فرماتے رہے اور انتظامات وارثی خانقاہ کے دستور عمل سے آگاہی و رہنمائی فرماتے رہے۔

غرضیکہ آپ حیرت شاہ صاحب وارثی نے سلسلہ عالیہ وارثیہ کی تنظیم و ترقی کے لئے کراچی سے ایک بندراہ روزہ رسالہ والوارث بھی جاری کیا جو آپ کے وصال کے بعد بھی کافی عرصہ جاری رہا آپ حضرت قبلہ حیرت

شاہ صاحب وارثی "کو فنِ موسیقی پر بھی کامل دسترس حاصل تھی۔

حضرت امیر خسروؑ کی ایجاد موسیقی سے باخوبی، اقتیت تھی اور بڑے بڑے خال صاحبانِ موسیقی آپ سے فنِ موسیقی میں اصلاحات طلب و حاصل کرتے تھے، اور آپ فنِ موسیقی کے وہ مخفی نکات بیان فرماتے جس کو سن کر ماہرینِ موسیقی محجور تر رہ جاتے تھے۔

بعقول مشايخِ عظام کہ اہتمامِ ساع کے آداب بجالانے کا حق و حصہ آپ قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثی پر تمام تھا۔

آپ دورانِ ساع فارسی کلام میں وہ وہ اردو کے بر جستہ اشعار چسپاں کرتے کہ محفلِ ساع میں اور بھی جوش پیدا ہو جاتا، فنِ قوائی میں آپ نے مولوی مبارک علی خاں اور مولوی فتح علی خاں مرحوم اور میں الاقوای شہرت کے حامل قولِ حاجی غلام فرید صابری المعروف عالم شاہ وارثیؒ برادران کی مخصوص تعلیم و تربیت اور اپنی نیک دعاؤں سے نوازا کہ آج یہ حضرات فنِ قوائی کی دنیا میں وہ مقام پیدا کر گئے کہ دنیاے قوائی میں نقش عظیم ہو گئے، آپ فنِ قوائی کے ضمن میں خانقاہی قولوں کی حوصلہ افزائی کے پیش نظر خطاب برائے تمغۂ حسن کا کر دگی سے بھی نواز تھے۔ غرضیکہ آپ حیرت شاہ صاحب وارثیؒ جس محفل میں شرکت فرماء ہوئے محفل کے چینِ مجلس ہو گئے بر صغیر کی بڑی خانقاہوں کے منڈشیں آپ کا بے حد ادب و احترام کرنے نظر آتے۔

بعقول:- حضور بابا فرید الدین مسعودون گنج شکرؒ کے دربار گوہر بار کے دیوان حضرت میاں دیوان غلام قطب الدین صاحب چشتی فریدیؒ کے

"میں نے اپنی زندگی میں بے شمار علماء مشايخِ عظام و دوریشوں سے نیاز حاصل کیا مگر حضرت قبلہ فقیر حیرت شاہ وارثیؒ جیسا بکمال در ویش نہیں دیکھا آپ کی چشمِ مست میتے تو حید کا چلتا پھر تاساغر تھی جس نے بھی ایک نظر دیکھا وہ محجور تھا ہو گیا" اور پیری میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب جیسا با صفاتِ مجاہد پیر نہیں دیکھا

بعقول:- حضرت استاد باقر حسین باقر شاہ جہان پوریؒ کہ

قیامِ پاکستان کے بعد اگر پاکستان میں قوائی کو روحِ شناس کرانے اور قوائی کو فروعِ دینے کا سہرا اگر ہے تو وہ حضرت قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثیؒ کے سر ہے آپ ہی نے پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں اعراس

بزرگان دین منعقد کر کے محفل ساع کو با احترام فروغ دیا۔ شہر کراچی میں آپ ہی نے انجمن خواجگان چشت اہل بہشت رجڑ پاکستان قائم فرمائے اور حضور خواجہ غریب نواز سلطان الہدی الجیری کا تین روزہ مرکزی عرس مبارک بمقام جہاگیر پارک صدر کراچی میں داغ تیل ڈالی تھی اور دیگر سلسلہ وارثیہ کے اعراس مبارک کی مخالف خالق دینا حال ایم، اے جناح روڈ کراچی میں عظیم الشان منعقد کرتے رہے۔

کیونکہ آپ از خود فین موسیقی سے کامل طور پر باخبر اور صاحب دیوان بلند پایہ شاعر تھے۔ فن شعری میں بھی آپ نے توحید و تصوف کے وہ وہ نکات لفڑی فرمائے کہ جس سے اہل ادب بھی محو حیرت ہو جاتے تھے اور ہیں

آپ جس مشاعرے میں غزل سراہوتے اہل مشاعرہ حیرت میں گم ہو جاتے تھے۔ قول حضرت میاں آفتاب الکریم المعروف پاشا میاں یوسفی تاجی مند آراس سلسلہ تاجیہ یوسفیہ پاکستان کے لکھنؤ کے ایک مشاعرے کا حال جناب جوش ملخ آبادی (مرحوم) نے حضرت بابا ذھن شاہ صاحب یوسفی تاجی سے دوران محفل خانقاہ تاجیہ میں بیان فرمایا کہ

"لکھنؤ میں ایک روز دوران مشاعرہ حضرت قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثی " آپ پنج تو نقیب مشاعرہ نے آپ کو باصد احترام غزل سرائی کی دعوت پیش کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو طریقی مشاعرہ ہے تو نقیب مشاعرہ نے

حضرت کو طریقی مصروع گوش گزار کیا اور آپ حضرت حیرت نے بر جست غزل کے کسی کا تیرے نظر دل کے پار ہو کے رہا تو دل نے دم بھی نہ مارا ثار ہو کے رہا تمام اہل مشاعرہ پر حیرت طاری ہو گئی میں بھی آپ کی حیرت سرائی میں محو ہو گیا پھر میں نے اپنا کلام پیش کرنے سے قبل حضرت حیرت کو سن عقیدت با ایں پیش کیا کہ

کچھ اس شان سے جو غزل پڑھی حضرت نے نزولی رحمت پر درگار ہو کے رہا

آپ نے 1947ء ایک ادبی سب رنگ ڈا بجست بھی جاری کیا اور اپنے مجموعہ کلام نقش حیرت اور عکس حیرت بھی شائع کئے۔ آپ قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثی کے ہم عصر شعراء میں جناب مولا ناصر غصہ حسن حیرت

جناب خلیفہ عبدالحکیم، جناب جگر مراد آبادی، جناب جوش ملخ آبادی، جناب صوفی غلام مصطفیٰ تسمی، جناب عرس ملیانی، جناب سر عبد القادر، جناب مولانا تاجورنجیب آبادی، جناب مولانا حامد علی خان، جناب ساغر نظامی، جناب لمحورام جوش، جناب احسان دالش، جناب قدیکھنوی جناب بہزاد کھنوی، جناب سراج لکھنؤی جناب عبدالحقیط جالندھری، جناب عزیز الملک میاں عبد العزیز سلیمانی، جناب استاد باقر حسین باقر شاہ بہپوری جناب مولانا کامل جو ناگڑھی مولانا ذھن شاہ تاجی جناب افقرومہانی، سیماں اکبر آبادی وغیرہ ہم شامل تھے۔ غرضیکہ آپ کی ادبی و روحانی شخصیت سرپا حیرت ہی حیرت تھی۔ اکثر آسیب زده مریضوں کا علاج آپ چشم حیرت اور موسیقی کی بندشوں سے فرمادیتے تھے آپ کی ذات بابرکات سرپا کشف و کان کرامت تھی۔ بقول حضرت الحاج سید عنبر علی شاہ وارثی چشتی الجیری کہ

حضرت قبلہ شاہ صاحب سے اکثر بے ساختہ کرامات کا لٹھور ہو جاتا تھا اور ہر آنے والے کی تھنی کیفیات دوسرے اگلے پر کھکھر بیان فرمائی تھے اکثر شب کو ہم نے بھی دیکھا کہ آپ قبلہ شاہ صاحب کا سر مبارک اور ہاتھ جسم سے جلد ابوجاتے تھے۔ غرضیکہ آپ قبلہ شاہ صاحب سرپا تصویر عشق وارث کی حیرت نما تصویر تھے آپ سیف زبان ہونے کے ساتھ ساتھ سیف نظر تھے جس پر بھی نظر کرم ڈالی گویا کہ کام تمام کر گئی آپ صاحب حال بنانے والے کامل و اکمل وارثی درویش تھے۔ اس تاجی فقیر (حضرت عنبر شاہ وارثی) کو

32 سال حضرت قبلہ شاہ صاحب کے خدمت سفر و حضرت میں حتیٰ کہ جزا مقدس میں بھی ہم رکاب رہنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ آپ قبلہ شاہ صاحب میں الاقوای شہرت کے مالک تھے آپ قبلہ شاہ صاحب کے دست حق پرست پر بے شمار خلوق خدا نے بیت وارثیہ ہو کر فیضان وارث پاک حاصل کیا اور کافی مریدین نے نصف اور پورا احراام خرقہ وارثیہ حاصل فرمائے اور صاحب مقام روحانی پر فائز ہوئے۔ آخر کار قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثی تلاش مجبوب حقیقی میں 28 جمادی اول 1383ء برابطاق ۱۹۶۳ء بر ہر جمعرات بمقام مکتبہ الوارث 25 کے، ایم، سی لی مارکیٹ کراچی اپنی جتو میں کامیاب ہوئے یعنی بحر انوار حیرت میں غرق ہو کر فنا فی الذات ہو گئے آپ کے وصال حق کی خرب ملک پاکستان کے تما ریڈ یو اسٹیشن سے نشر کی گئی تو مکتبہ الوارث لی مارکیٹ پر عوام و عقیدت مندو مریدین وارثیہ علمکارم و مشائخین عظام غرضیکہ ہر خاص و عام کا اثر دھام ہونا شروع ہو گیا، آپ کے عسل و تدقین کے فرائض آپ کے مرید صادق (حضرت عنبر شاہ

وارثی[ؒ]) نے انجام دیئے کثرت مخلوق خدا آپ کے جنازہ کے جلوس کو آرام باغ لایا گیا جہاں جامع مسجد آرام باغ کے وسیع تر میدان میں آپ کی نمازِ جنازہ حضرت علامہ مفتی عمر نجیبی[ؒ] نے پڑھائی بعد آپ کو پاپوش گنر ناظم آباد قبرستان کے ایک وسیع حصے میں تدفین کیا گیا۔ بروز سویم حضرت خواجہ عزیز علی شاہ صاحب وارثی[ؒ] کی درخواست پر میر کراچی جناب ایں، ایم تو فیق (مرحوم) نے اس حصہ میں کو قبلہ حضرت حیرت شاہ صاحب وارثی[ؒ] کے مزار مبارک کے لئے وقف کر دیا تھا بروز سویم آپ قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثی[ؒ] کے حضور علماء اکرام و مشايخ عظام نے نذر ان عقیدت پیش کئے اور آپ کے بعد جمعیۃ الوارثیہ پاکستان کے تبلیغ روحاںی مشن کو جاری و ساری رکھنے کی ضرورت پر زور دیا تو حضرت شاہ عبدالرازاق بانسوی[ؒ] کے نیزہ حضرت قبلہ درویش احمد موئی میاں رزاتی[ؒ] نے سویم کی اس پر بحوم محفل میں حضرت خواجہ عزیز علی شاہ صاحب وارثی[ؒ] کا انتخاب فرمایا جس کو تمام سلاسل کے ساتھ تمام سلسلہ عالیہ کے حاضر محفل فقراء وارثیہ نے برپا چشم قبول و منظور کیا۔ غرضیکہ حضرت قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثی[ؒ] کے بعد حضرت خواجہ عزیز علی شاہ صاحب وارثی[ؒ] نے بھی تاہیات فروع سلسلہ عالیہ وارثیہ کے لئے خوب ہی خدمت انجام دی کہ پاکستان سے لیکر سا تھے افریقیتک فیضان وارث کو عام کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا، آپ حضرت قبلہ سید خواجہ عزیز علی شاہ وارثی[ؒ] کے وصال کے بعد یہ راقم الحروف نے خانقاہ جامع وارثیہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام فروع سلسلہ وارثیہ کی اشاعت کے پیش نظر حضرت عزیز شاہ وارثی[ؒ] پبلی کیشنر پاکستان قائم کی ہے جس کے زیر اہتمام گھر گھر پیغامِ محبت و اخوت پہنچانے کی خدمت انجام دینے کی جسارت کی جا رہی ہے دعا فرمائیں کہ اللہ وارث الکریم اس کے جملہ خادمین کو حسن عقیدت کی دولت سے مالا مال فرمائیں آمین۔

الحمد لله رب العالمين (نقش سیم)

صاحبزادۂ محترم نور عینیتی حضرت شاہ وارث حسین
میاں بیسدار بیدمی الوارثی کی شان عزیز کی
نذر جو فیقر بے ما یہ کے سر ما یہ کو نین منشدی
و مولانی حضرت بیسم وارثی رحمتہ اللہ علیہ
کا حقیقی نشان (خلف) ہیں۔

شاہاں چہ عجب گر بنا زندگ دارا

حیرت زده

نیر حیرت شاہ وارثی

عرض حال

حدیث اعظم دے گوہا زدہ رکنِ حجہ
کرکس نکشود نکشاید بحکمت ایں میسا را (حافظ)

وادیٰ حیرت یا دینا جس بیں حن میش ازل سے ہی کار فرمائیں۔
رب عالمین کی صفت جاوید کا وہ شاہکار ہے کہ جس کے آگے ہر ذی عقل بھیں
ہے۔ اسرار کائنات اس تدریجی طرز پر متور ہیں سکر باد جو دُنگوں والغوبیں
کے جو عالم شہود ہیں ہر ذی عقل نگاہ سے بھیں آتے ہیں۔ ایک جھلک دھماکہ پھر
پھشیدہ ہو جاتے ہیں اور یہی عالم زنگ دبو ایک ایسا امیتا ز پیدا کرتا ہے کہ
جس کی شیم سے روح ہر وقت کیت انداز ہونا چاہتی ہے مگر اسے اس قدر
تذبذب سے واسطہ پڑتا ہے کہ انسان یہ اختیار چلا چلتا ہے۔ یہ ہمارے بین
کاروں نہیں کہا سے ہم سمجھ سکیں یا سمجھ سکیں۔ بغفل دلکش اقبال مرحوم متفقر
عطا اسلام کا بندب درود کر **شریکِ زمرة لا تیحرِ زندگی کر**
خود کی گئیں سلما چکا ہوں میرے مولا مجھے صاحبِ حنفی کر
چنانچہ حافظ شیرازی بھی رانی دہر سے اسی طرح پہیچا چڑا کر صاحبِ حق
دیتیں ہو کر دینا میں ابد الابد نکل زندہ ہیں۔ خداوند عالمین نے خدائی کے
امہتمام کیلئے گئن سے کیا کچھ شہیں بنادیا ہے۔ بحکمت کو پیار کرنا تو اللست بِرَبِّ
میں سکھا دیا۔ پھر وہ نورِ حکم جوانی سے تا ابد درختان ریکا۔ اسے جامہ
بشرطیت سے مرن کر کے کفر و علمت کو نور کی تندیل میں مبتل کر دیا اور
مشق و بحکمت کا دنکا بھاگ دیا۔ حضرت انسان کو پیدا کیا۔ اور روح روپ بہت سے

اں کی تربیت رعنی فرمائی۔ دُنیا کے کسی گوئے میں جلیسے تجھیم و نلامت
اور اعفاس بے کیساں پائے گا۔ اور شکل و شبہت میں سب کو ایک دیگر
سے مختلف جس طریقہ، نظر احکام، محبت کے نقوش رقصان دکھائی دیتے
ہیں۔ غرضیکہ دین و دنیا میں محبت ہی کا جلوہ ہے اور محبت ہی ابتداء
ادی ہے ہی اس کی اہتما ہے۔

ترے عشق کی اہتما چاہتا ہوں
مری سارگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

طفلِ محبت نو محبت سے کیا ملتا ہے لکھتا ہے پڑھتا ہے کہتا ہے کہتا
ہے کہلانا ہے۔ اللہ کے مشیار احالوں کو سچاں کر محبت سے ہی سزا ہو دیتا
ہے گویا پامیں است کی نکبیں اس کے ہرگز مٹیں اڑل سے ہی پیوست ہے
شاہ و گلہ۔ امیر و غریب اس مارضی جہاں زندگی میں باوجود دشیدیں
امہنمیں کے کسی نادیہ تدریٹ کو کہ جس کا جلوہ ہر ذرے میں پاتا ہے۔
بقرار و مُعْنَاطر ہو کر اس عظیم طاقت کو کہ جس کے لباس میں زندگی اور موت
دیکھنا چاہتا ہے حضرت موسیٰ ہی کوی بھی کہ جس کا اصرار ایک حد تک ایسا
امانہ ہے جو نیچے سے لیکر جوان اور بڑھے کو اڑ بر ہے۔ کون ہے جو اپنے
مالک کو نہیں دیکھنا چاہتا۔ پھر اک بھی وہ کہ جو حقیقی مالک ہے، پورا انسان کو بطن
مادری ہی بیس بحکمت سے پروشن کرتا ہے اور ترقی کے تمام مدرج طے کر دیتا
ہے۔ قوتِ میرزا عطاکر نہیں۔ خرد سے کام لینا سکھانا ہے۔ خود بیٹی کے لئے
آئینہ اعمالِ دھکانا ہے۔ اور پھر بحکمت سے فرمانا ہے کہ ذرا غور سے تو دیکھو کہ
ایسیں تھا راسچا مالک جسے تم خدا کہتے ہو تھیں دکھائی دینا ہے یا انہیں دینی
خرد سے خود ہیں اور خود ہیں سے خدا ہیں بناتا ہے۔ پھر تجھتکی خدائی ہے
فلام بحکمتی سے ملتا ہے۔ اول بآپ بحکمت سے ملتا ہے۔ اتنا دل بحکمت سے
پڑھاتا ہے جصول علم بحکمت سے ہوتا ہے۔ دنیا کی ہر سیز بحکمت سے شامل
ہوتی ہے اور خلاف بھی۔ میں خود بھی بحکمت سے پیدا ہوں۔ بحکمت کے آغوش میں
پلا اور اب ننگ بحکمت سے بھر سکیاں میں غاصی کر رہا ہوں۔ میرے آنکھا باعث

مجتہت ہے اور میرے جانے کا موجب بھی مجتہت ہی ہوگی۔ جس جہاں نہیں
بیس ساری دینیا اس وقت کھیل رہی ہے۔ اس سے بہترین جہاں زمین
اُس وقت نصیب ہے جو وقت موت ہمارے اس لباس، رسم، اک جیسیں روح
منور ہے ہم سے الگ کر دیگی حقیقی الگ ہمارے سامنے ہوگا اور ہماری روح کو
ابدی میرت نصیب ہوگی اور فاٹا ہلبی کی تکمیل ہو جائے گی۔ وہ حشر عشق مجتہت
جن کے لئے خلقنا انسان فی الحقائق تقویٰ تحریر سے حضرت انسان کو بعد از خدا برگ
توئی نقیبِ محقر سے ہم آغوش کیا۔ اپنی صفت، کاملہ اور تدریت جاوید پر نماز انہیں
اپنے نیاز مندوں کو اپنے دیوارِ رحمت انوار سے مشہر فرمایا۔

وہ کون ہے جو مجتہت کرتا ہے ؟ یا مجتہت کے مفہوم کو ہنسیں
سکھنا ؟ وہ صرف کوئی بد مجتہت ہی ہوگا جو مجتہت سے نفرت کرتا ہوگا کچھ
سر لسبرِ رحمتِ خداوندی ہے اور دین و دینی کے لئے مایہ بخات و باعثِ مدد
ہبھوڈ ہے۔ بیس اگر یہ مرض کرنے کی جرأت کروں کہ میں مجتہت کا بندہ ہوں تو
بیجا نہ ہوگا۔ پل کر جوان ہوا دینا کو دیکھا۔ دینا کی مجتہت کو جانپنا تو مجتہت میں
رعوت نظر آئی۔ حرم و آزم سے محصور خود غرضی میں چکنا چوڑ۔ یا اللہ ایکیا
بلاہے! جو مار آئیں کیطھ در پے آزار ہے۔ اللہ کی رحمت کو ڈولنا جزء ویس
کو بالائے طاق رکھا تو رحمتِ ربیٰ تے اس اسرار کو گھول دیا کرنا والی یہ سب
تیرے دل کے وسوسے میں جو تجھے حقیقی مجتہت کیطھ نہیں جانے دیتے اور اسی
دیوار بنکر تجھے اس کی جنگ سے محروم رکھتے ہیں۔ صدق و یقین شیوه کراو
تیلیم و رعنادیوں کو مجتہت کرنا اس کی مفتاح ان کے پاس ہے۔ پھر کیا خفا
ہمہ تن حقیقی مجتہت کے لئے دیوانہ دارتگ و دو شروع کی۔ مجتہت کے
بندوں کو دل نے سجدے کئے آنکھوں نے آنسوؤں کے دریا ہیاً بت
تپدہ دین میتین و کعبہ عشق حقیقی اعنى حضرت حاجی بید دارت علی حنی ایسی
نیشا پوری رُوحی فدا، جن کے بزرگ بندوںستان میں خلمتِ کفر کو مٹانے
لور وحدت و میاء رسالت کو چھکانے کیمیے تشریف لائے۔ دباؤ شریف
صلح بارہ نکی میں، مامون و مظفر ہو کر امامت گزیں ہوئے۔ اپ کرامات قائمی

اوہ کشفِ باطنی کا نہایتہ اللہ مجتہت کا وہ استغراق تھا۔ ہبہ بن مجتہت
کا کلمہ پڑھتا تھا۔ اور بد کوئی نکاح کے سامنے آیا وہی سخت ہوا۔ اپ مجتہت
کا ادنادر تھے اور کرامت کی بیسری سے وہ کلے نکالتے ہنئے کہ جس سے کفر کے
گور کھ دھنے سے سب چکنا چوڑ ہو جاتے اور حن سے حن جلوہ ہنا ہو جاتا۔
آن کے تصرفِ روحانی نے وہ سوز و گذاز عطا فرمایا۔ کہ جس سے بیس سرتا پا
حیرت ہو گیا اور میرے تواریخ میں عالمگیر مجتہت کا زنگ پیدا کر دیا اور
میرے جنم و جان کو حضرت قبلہ میاں بیدم شاہ صاحب کے توسل سے تبیری
الوارثی بنا کر اپنے غلاموں میں شامل کر لیا۔ مجتہت کرنا سکھایا ہے
مجتہت کو ہنسیں پر وادگلائی اور شہی کی مجتہت کو مجتہت کا نقطہ نظر میں جائے
بیہرے اشماریں وارثی پک کے نفیں روحانی کے باعث تاییدِ ربانی ہے
ان میں صرف مجتہت ہی مجتہت ہے۔ کہ جس سے رُوح میکر ایک ایسا کیف
پیدا ہوتا ہے کہ جس سے رُغونتِ حرص و اذ پا در ہوا ہو کر تباہی، اس ن و
ہمیشتی مبسوط ہو جاتے ہیں اور انتہام عمل کا مرتع آنکھوں کے سامنے
یہ کہ کر کھینچ دیتے ہیں ہے۔

تو اے مست نظرِ مجتہتِ الگستاد میں جائے
نشاطِ زندگی کو جاوداں سنجانہ میں جائے (اغاثاً احمد)

نیقرحیرت شاہ دارثی

گوہر افشا فی والابشار۔ ادب نواز می باقتدار۔ ازادیب شہسوار
حتٰ حضر علامہ سید افقر موسیٰ فارثی مذکولہ العالی مالک و میر جام جہانان لکھنؤ

قطعہ تاریخ طبع

ہر لفظ اشارت نہ ت
ہر شعر عبارت مجتہت

تجھلیل بلند۔ حپت نہ دش
تبلیغِ مُدست و خوبیوں
عرفان کی تجلیاں ہیں اسمیں
ایمان رہے نہ کیوں سلامت

ہر زنگ سے صورتِ مجازی
ہر جلوہ ہے معنیِ حقیقت
”تاریخ ہے طبع کی یہ انقرہ“
”طفوں سخن ہے نقشِ حیت“

۱۹۳۹

حضرت، بید افقر موسیٰ فارثی عفوا اللہ عنہ

کلامِ حیت جیت نہائے دید دل ہوا بینہیں کراپتے لخت حڈر کے عزیز نہیں ہو
بلکہ نقشِ حیت سر دل بیدار و دیدہ بینا کبیتے معرفت کا پیغام ہے معرفت بھی وہ جو رحم
کو مغلی اور تلک کو میں نہیں ساختہ عالم تعلق ہے کہ کسی دیوان کے دوچار منصب شمار لکھی مقامِ لذگار افغان
بیان کرتا ہے مگر مجھ کو تو سمجھ ایک حال میں نظر آتا ہے انتخاب کیا کروں؟ دلکھوں توکیاں نکھون جبکہ
زفر تالہند مہ کجب کرنی تکرم کر شہ دامن دل می کشند کی جا بخاست
بیسے کچھ لکھنے سے کہیں بہتراد سکا مطلاعہ۔ دیگا اربابِ حق بعیر ختم کئے درہ سکینے یہ میر دمہ
حضرت بیدم شاہ وارثی رحمت خدا کی ان پر ہو۔ بیسے محترم پیر بھائی ملتے نزیم حیت شاہ
انہیں کے شاگرد مدمدیں اور بیسے بھائی کی بیاد کار۔ دہ مر جنم کی عیات مجھے مجتہت اور عقیدت
کی نظرست دیکھتے ہیں اور میں بھی ان سے روحا فی مجتہت رکھتا ہوں۔ ان کے اصرار پر ہی نے
بھی ایک تفہیدی نظر طبع ثانی بیوینت دالی ہے۔ کلام اگر کلام لبترے تو بے عیب نہ ایسی
نہیں ہے لہذا میں کہہ سکتا کہ کلامِ حیت بھی جزوی یا مرجحی غیر مشوش سے پک میٹا
ہو گا پھر بھی میں مطمئن ہوں کہ جو کچھ بھی ہے بہترے اربابِ نقد و نظرست عرضِ زلگر
کرتا گر جریساً است و گر پر زیان۔ بینا چار حشوں بود دریان
تو گر پر نیافی ہے اینا مکو شیش۔ کرم کارہ فرما و حشوں بپوش
(رسمعہ کی شیخانہ کی)

اب بیں ایک محض قطعہ تاریخ طبع ثانی پراپنے مطلاعہ کو ختم کرتا ہوں
میری نشانہ ہی نہیں بلکہ استند عاہے کہ المثل تعالیٰ نقشِ بُرت کو مغلول
خاص و عام کرے اور صفت کی دینی دُ دینی مدد فرمائے۔ آمین۔

تقریظ دامپندر اثر خامہ حقیقت نگار شاعر شیر من تعالیٰ مولو عاصی غائبہ المحمدہ مجدد شاہ فتح والحقی کپور قلعوی ریطلہ العالیٰ

حضرت حیرت شاہ صاحبؒ نے خود نو جیت میں ہیں مگر ان کا کلام حیرت و شفاقت
کھوکر کے ایک گونہ مستت و انباط بخت ہے۔ کیا اربابِ ذوق سیم اور کیا عالم انشنا
جب اسے شئیے ہیں تو اس میں ایک عالمگیر محبت کا دلولہ پاتنے ہیں کیونکہ اپنے قیمانِ نعرو
تمدح حضرت سراج المشار و سان الملاقیت حضرت بیہم و ارشی حسن الدین علیؒ مصل
ہے جن کا زنگ تزلیل آپ کلام میں ایک نمایاں ہدیک رکھتا ہے جو فہم ذذ کا حیرت
صاحب کو عطا ہوا ہے اس میں محبت کا عنصر بکثرت معلوم مقام ہے ذرا اس شعر کی طرف رہنے
ہے جبے انوں محبت، طبیعت یہری میں سمجھتا ہوں کمل ہوئی نظرتی میری
دوسرے اشعار ملاحظہ ہو۔

غلب ضمطہ کوتیری یاد سوا چین نہیں بھگٹی اب تو زانے سے طبیعت میری
اپ کے کلام میں حقیقت کا زنگ اس خندہ نمایاں ہے کہ محاذِ حقیقی ہی مسلم ہوتا ہے
کیوں نہ بکریتیں مژید بد، این لینی تیڈ حضرت حاجی دارث علی شاہ تو رالدم تینوں سے
فیضان روچی کا حصول ہے انکی ذاتِ متورہ صفات پر پڑلات پر بطن ما در میں ہی
آنتابِ نفسِ الہنار بنا کر جمپ رہی مخفی اور عالم وجود میں پر لوگن ہو کر مشرق سے
مغرب تک و رختال رہی اور تانیا مرست رہیں گی چنانچہ فرماتے ہیں ہے
ہس کچھ مطلب نہیں کیا عشق کا الجامہ اُن سستے ہو کے مر جانا ہمارا کام،

چنانچہ ایک شعراور ملاحظہ ہو۔
ہم مر کے بھی نجاتیں گے کوچ سے، اپ کے کچھ اب ترول میں ایسی سماں ہوئی سی ہے
عشتن جن ارجمند کا مجوعہ ہے اُن میں خود می غیر استقلال یا ہمت ایسے شناذر
ارکان ہیں کہ جن سے معشوّق کو امیتا ز حضوں می غیب ہو جاتا ہے۔ مکر بھی دلدار کے

کوچ سے ز جانا حضرت عشق کی ایک بین کرامت ہے گویا دارواتِ ازلی کا عکس
حضرت حیرت ایسے داؤ دینہ انداز سے ہر شیشہ دل ہیں دلتے ہیں کہ جس سے ایک
دباؤ کی گیفت طاری ہو جاتی ہے۔

ذلیل کی دفعہ لیں جو کہ شہرو آفاق ہیں ان کے مطلعوں سے بخوبی معلوم ہو جائیگا
کہ حضرت حیرت کے کلام میں کقدر جریگی ہے اور معاذین میں کشفہ زندگت حقیقت
ہشنا ہونے کیلئے ان غزلوں کے زنگ تزلیل میں تائید ربانی یا رحمت یزدانی کا ہلکو روزدہ شنیدہ
دھکائی دیتا ہے۔

مطلع ہے یہ مندرجہ سچانے کوئی یہ مانے تو کی وہ مانے
سبتے ہیں جانان کاشانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے
مطلع ہے تیری تعریف کیسے کروں میں بایا ہی طاقتے کیا میں تو کچھ بھیندیں
ہو ہو رہے ہیں نسبت نوہری ہے کچھ کوئی نسبت ہے، کیا میں تو کچھ بھی نہیں
تنگی وفت کے باعث معدودت خواہ ہوں ورنہ حضرت حیرت کلام میں وہ لائی ہیں
کہ یہی گواپ کے بخنکر میں غوہمی کرتا تو بہت کچھ آبدار سوچی نکالا تدبیں جسی پر اکفا کرتا ہو۔

آغا عبد المحمدہ مجدد وارثی کپور قلعوی

جن ۱۹۳۸ء

سلام

سلام آے وارثِ حقیقت سلام آے والی صداقت
 سلام آے کعبہ ولایت سلام آے مرکزِ امامت
 سلام آے پشویاً وحدت سلام آے شہرِ کثرت
 سلام آے مرشدِ محبت سلام آے ہادیٰ مردودت
 سلام آے سالکِ شرعیت سلام آے رفتِ طریقت
 سلام آے جار، نوازِ معنی سلام روح روانِ صورت
 تو روحِ امیاں تو جانِ عرفان برا کیف کھا تو ہوئی ہے دریاں
 ہماری دنیا ہماری عقبےٰ تری عنایت تری محبت
 تمہارا کوچہ ہمارا کعبہ تمہارا نقش قدم ہے قبلہ
 تمہاری صورت ہماری طاعت تمہاری پوکھٹ ہماری

وارث کارساز کے صدقے
 مرشد بے نیاز کے صدقے
 ہم فقیروں کو سربند کیا
 ایسے ذرہ نواز کے صدقے
 میری حیرت انہیں کا صدقہ ہے
 اپنے آئینہ ساز کے صدقے

تیرے علاموں کا ہوں میں بندہ تیرے کمینوں کا ہوں کمینہ
مرے بھی حالِ بتاہ پر ہو انہی کے صدقہ میں حشمت رحمت
تیرے ہی درکاریوں میں بعکاری ہوں شاکریے پچاری
تیری نگاہِ کرم ہی شاہِ مراثنا نہ ہے میری دولت
کہاں سے لاوں و حُن و خوبی جو تیرا کہلا سکون تھاں میں
اڑل سے میں ہوں خطا کا پتلا جو نوازے تو عین حمت
جو آپ ہیں بکیوں کے وارث تو بنتیک اف نکا خدا ہے وارث
ہماری بگڑی سورہ بیگی ہیں ہو کیوں خدشہ قیامت
تمہاری آئینہ سازیوں سے جہاں میں حیرت تو بن چکا ہوں
سلام بھی ہو قبول میرا عطا ہوں اتنی اور حیرت

جنتیں جنتیں

تیری تعریف کیسے کروں میں بیان میری طاقت ہے کیا میں تو کچھ بھی نہیں
بہر و ذرے میں نسبت تو ہوتی ہے کچھ مجھ کو نبنت ہے، کیا میں تو کچھ بھی نہیں
میرے وہم و گماں سے بھی باہر ہے تو میں تو قدرہ نہیں اور سمند ہے تو
تیر سو دا ہو مجھ کو یہ سستو، کہاں دل کی وسعت ہے کیا میں تو کچھ بھی نہیں
تو سایا جو مجھ میں تراکام بھے میری استی ہے کچھ تو ترا نام ہے
تیری رحمت نے رتبہ یہ بختا بھجے میری جڑات، کیا میں تو کچھ بھی نہیں
تیرا من جو کپڑا تو میں شہ ہو امیرا اس کے سوا اور مطلب ہے کیا
تیرے درکالدہوں تو ہوں شاہ میں ورنہ قبمت ہے کیا میں تو کچھ بھی نہیں
تیرا در چھوڑ کر میں کہاں جاؤں گا جو بیاں کھوں لگا تو کہاں پاؤں گا
تو خزانوں کا مالک ہے دیدے شہابِ کفایت ہے، کیا میں تو کچھ بھی نہیں
میرا وارث ہے تو میرا مالک ہے تو میرا اقا ہے تو میرا داتا ہے تو
تیرے ہونے سے جینا ہے جینا میری تمدّت ہے، کیا میں تو کچھ بھی نہیں
جن نے دیکھا مجھے کیوں نہیں جو پہلا ساہوں میری پچان ہو
تیری آئینہ سازی کی ہے یہ جلا و رنہ حیرت ہے کیا میں تو کچھ بھی نہیں

حمد

بہ سر زمینِ حجرازِ مقدس شمسِ نور ۱۹۴۰ء

د بادپی جہاز میں عدن کے تربیب)
 ہم آستانا پیر مناں سے آتے ہیں
 کلامِ کان سے بھی اوپنچے مکاں سے آتے ہیں
 ہماری جان فدا جس کے اک اشائے پر
 ہم اپنی جان کے اس پاساں سے آتے ہیں
 بیس تجھ پر جان سے صدقے تصورِ جانان
 مری لحد میں یہ جبوے کہاں سے آتے ہیں
 یہ مے بہ جام پیساقی نام اے زاہہ
 خدا کے بیچے نہیں تو کہاں سے آتے ہیں
 مجھے میشا کے فلک گر بُشُوں سے کہتا ہے
 جلانے والے یہ نالے کہاں سے آتے ہیں
 عیاں ہے چرتِ انوار دید چہرے سے
 زبانے حفترت چرت کہاں سے آتے ہیں

- (۱) وہ رہیت کے بیلے چمکیلے ایمان کے روشن جلوے ہیں
- (۲) وہ ڈھیر ہیں جنس ایماں کے جو اوپنچے اوپنچے تودے ہیں
- (۳) اُن خشک پہاڑوں کے آگے سب دریا پانی بھرتے ہیں
- (۴) پژمردہ دلوں کی کھیتی کو سر سبز وہ پتھر کرتے ہیں
- (۵) واللہ لا إله إلا اللہ ذرۃ ذرہ ہم تسلی سے
- (۶) خورشید بھی سچی الگفت سے آغوش میں انکولیتا ہے
- (۷) وہ ارضِ مقدس ملکِ عرب در عینِ حقیقت جلوہ رب
- (۸) قربان ہیں اپسہ ساتوں فلک وہ فرشِ زمین پر عرشِ لقب
- (۹) واللہ دونوں جہاں کی رحمت والے آخری جلوے پہنہاں ہیں
- (۱۰) اس بخود ریا خلیل پر سب ہانع جہاں کے قرباں ہیں
- (۱۱) وہ آنکھ کہاں وہ قلب کہاں چرت کی ریالے کیا ہو بیان
 بس دیکھ لوجا کے کیا ہے وہاں لیک ذرہ ہے سو جلوے بیٹاں

صلی اللہ علیہ وسلم

بلوہ حق ہے روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 عرشِ محیٰ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کبھی دل ہے کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 نبیل امیاں سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 خلقِ معظم خوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 عطرِ معبر پوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 دیکھو تو آکر ملتا ہے کیا کیا دنیا و عقبہ والی و مولا
 کچھ تو بڑھو تم سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 وارثِ حیرت والی حیرت مرشد حیرت ہادی حیرت
 حیرت حیرت روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خمسہ

سازِ ازل سے مل کر نعمتِ نواز ہو جا
 اُس نورِ الفتحی سے بلوہ طراز ہو جا
 واللبیل پڑھ کے ان کی گرفت دراز ہو جا
 گر ہو سکے تو اے دل گردِ حجاز ہو جا
 نوْ مُحَمَّدِی کا سرستہ راز ہو جا
 تجھ کو نصیب ہو گی عالم کی سفر ازی
 تربان تجھ پہ ہو گی سو جاں سے بے نیازی
 عظمت کر نیکے تیری سب تر کی وحجازی
 تجھ پہ نثار ہو گی مُحَمَّدو کی ایازی
 طیبہ میں جا کے پہلے تو خود ایاز ہو جا

مرد ہاٹو صدقِ ول سے اس پکرو فاپہ
کوئی نہیں فدا ہیں جس ماہ پُر نصیبا پر
نازاں ہے کبڑیاں جس عاشق خدا پر
تن من شارکر دے تو خاک کر ملا پر
صدقے جیون پر ہوا اور سرفراز ہو جا

اچھے ہیں بابرے ہیں جیسے ہیں آپکے ہیں
اب تو انہیں بھاؤ چوکھٹ پہ آپڑے ہیں
سن کر فوال تھاری دیکھو بلا رہے ہیں
اے عاصیاں امت جنت کے درکھدے ہیں
فرماتے ہیں محمد اے دار تو باز ہو جا

مناقب

ہندہ نوازیوں کی یہ دعوم ہے یہ کثرت
دیکھی کہیں ذہم نے یہ بات یہ کرامت
یہ اہل بیت کی ہے ادنی اسی شانِ حرمت
دونوں چہار پر تحریت پھا جائے تیرمی حیرت
کر مدد حنفیوں کی اور بے نیاد ہو جا

مِدِير حَفْرَتْ سَلَّى كَرَمُ اللَّهِ وَبِهِ

علی مرفیٰ شکلکشاٹے دوجہاں ہھرے
وہ شاہ لافتی خلوت نشینِ لامکاں ہھرے
وہ بابِ عسلم وزیرِ وست و بازوے محمد تھے
وہ شاہ ذوا المغار و پشوائے انس و جاں ہھرے
اخوت کے ولایت کے امامت کے خلافت کے
حقیقت میں اگر دیکھا تو وہ روح روائ ہھرے
شجاعت کے سخاوت کے مرودت کے مجتہت کے
وہ دم ہھرے وہ حم ہھرے وہ دل ہھرے جاں ہھرے
وہ سب کی سنتے آئے ہیں وہ سب کی سنتے جائیں گے
اذل کے روزہی سے وہ اُنیس بیکیساں ہھرے
پچھا اپنے فرزندوں کے صرتھ میں عطا یکجے
اذل سے ہم گدا ہیں آپ شاہ دوجہاں ہھرے
ہماری بیکیسی کی لاج بھی اب آپ ہی کو ہے
میسحا ہیں ہمارے آپ اور ہم ناتوان ہھرے
ترے حرمت کو جب کوئی ٹھکانا ناں نہیں سکتا
کہاں جائے کہاں آئے کہاں بیٹھے کہاں ہھرے

حضرت صدیقؑ کے بھنی کے پار خواہ
کہ رست نامہ بی بی پرین و امیال سب شمار
پیلی نہ پوچھو تین کی ملکیتی اپنے دعا
خوبی کے بعد تین کے وہ سماں والا
عزم
حضرت خوارث غم مظہر اور جلال
بکیل کی سلطنت پر کین خشہ حاصل
اُنکی تہیت ہبہ بی بی کی کھنڈان تزویں
نامہ بی پریں فیکے عذر بیل قار
و شکار کے خصی و خضرت دیوبندی بھنی
یاقوت میں صنایع دیوبندی بھنی
جاتی قرآن ذروتوں میں جن کے قدر
ہر دو عالمیں چاکی و چھوپا بیکن کی پی

ملِ حَفْرَتِ سَكَارَغُوْثِ التَّقَلِيدِ بَيْنَ حَفْرَتِ
 سَكَارَخَواجَهِ مُعِينِ الدِّينِ پِيْ جَمِيرِيِّ حَقَّةِ اللَّهِ تَعَالَى
 رَهْبَجِشِ مجَتَّهِ كَايُونِهِ گَرْ مُوجِزِنْ طَوْفَانِ
 فِدَا ہُوْجَائِیں گے ہم آپ پر يا حضرتِ جِيلَانِ
 يَهْ ہیں سرتَاجِ اہلِ چشت وہ بُنَادَ کے سلطانِ
 مُعِينِ الدِّينِ کے صدقَتے ہوں مجِيِ الدِّينِ کے قربانِ
 محمدِ کی جَمِيمِیں ہیں وہ ان ناموں میں شامل ہیں
 مُعِینِ الدِّینِ اگر دیں ہیں تو مجِيِ الدِّینِ میں ایمانِ
 وَهُ اہلِ بَیْتِ کی سب غُوبیوں کا عطر ہیں دونوں
 سرایا پئے کرم ہیں یوہ ہیں خلقِ عظیمِ الشانِ
 مُعِینِ الدِّینِ حَنْ حَشْتَتِيَّ كَرِيْسِ گے پار اب کشتنیِ
 تو مجِيِ الدِّینِ دَالِيْنِ گے دلِ مردہ میں میرے جاںِ
 میرے آقا میرے مولا میرے والی میرے وارثِ
 مُعِینِ الدِّینِ اجمیرِيِّ مجِيِ الدِّينِ شَهِ جِيلَانِ
 سَگِ درگاهِ عَالِيٰ ہے اسے درپر بَلَایتِ
 پر لشائی حال کب تک یوں پھر لگایتِ حیرانِ

مَدِ حَفْرَتِ سَكَارَبَا فَرِیدِ الدِّينِ گَنْجِشِکِ عَلِيِّ

جَنْجِشِکِ عَلِيِّ

زِينَتِ شانِ ولایتِ صدرِ بزمِ اولیا
 حضرتِ با باقِتِ سَرِیدِ الدِّینِ خَزَّاقِیَا
 مُرشِدِ فَقْرُوفِ نَمَا وَهَبِرِ رَاهِ بَقْتا
 اَسَے کے تیریِ ذاتِ، فردِ فریدِ الاصفیَا
 اک طرفِ فارُوقِ اعظمِ اک طرفِ مولاعلیٰ
 اپ کو دنوں طرف سے محترم رتبہ ملا
 بھو لے بھشکے آپ ٹڑے ہیں اپ کے در پر حضورِ
 اپنے محتابوں کی جانب بھی اٹھے دست
 بیکسوں کے والی وارثِ نظامِ الدِّینِ ہیں
 انکی محبوبی کا صدقہ انکی حیرت ہو عطا

مَدْحُ حَفْرَتْ كَارِخَرَدْ مُعَلَّا وَالدِّينِ الْأَصَادِيِّ
مَدْحُ حَفْرَتْ كَارِخَرَدْ مُعَلَّا وَالدِّينِ الْأَصَادِيِّ

سَبِيلِ تَنْجِيَةِ

مَدْحُ حَفْرَتْ كَارِخَرَدْ مُعَلَّا وَالدِّينِ الْأَصَادِيِّ دَهْوِي

محبوبِ الہی ہیں دل و جانِ مجتہت
سلطانِ مجتہت شہزادی شانِ مجتہت
صد قے مری جاں آپ پہ اے جانِ مجتہت
ایمانِ ندا آپ پہ ایمانِ مجتہت
اس دل کو براحت کی تمنا ہیں ہرگز
جن دل میں لگا آپ کا پیکاںِ مجتہت
محبوبی کا صدقہ نہیں کچھ بھیک عطا ہو
حاضر ہیں ترے در پہ گدا بیانِ مجتہت
اس کو بھی عطا کیجئے اب حیرتِ دیدار
چیرت ہے لئے دیدہ حبیس انِ مجتہت

نواجہِ صبر و رضا مخدومِ کل مخدومِ میاں
یا علیِ احمد علّا و الدینِ تو حشیتیاں
آپ کو سختی گئی افليم فقرِ لازوال
سر زمینِ حیثت کے ہیں آپ ہمروں شان
آپ کا در آپ کے محتاج کیسے چور دیں
آپ کا رحم و کرم ہے دستیگر بیکیاں
سن ہی لیجے حضرتِ رنج شندر کا واسطہ
غم کے مارے دل شکستہ در منڈل کی فنا
سختِ شکل میں بھساہے اب کیجے رہا
آپ کا تجرت ہوا ہے تبدیلِ غم سے نیم جاں

مَدْحُ حَفْرَتِ كَار وَأَرْثَ الْأَوْلَيَا عَسْرَر وَأَرْثَ يَاكِ الْمُهْمَقَا

وَأَرْثِ مُشَكْلَشَا بْنِ شَهِيدٍ كَرْبَلَّا
حَفْرَتِ وَأَرْثِ فِيَاءُ شَمْعَ تِيلِمْ وَرَفَنا
آپِ خَتْمِ الْأَنْبِيَا، لَخْتِ دِلْ لَخْتِ جَمْرَ
فَاطِمَةُ كَهْ لَادُ لَجِيدَرَ كَيْ نَكْحُولُ كَيْ ضِيَا
آپِ سَعِيْقَ وَمُجَيْتَ كَاجِهَا آبَادَهَتَهَ
آپِ ہِیْ سَازِ اَزَلَ کَے سَوزَ کَيْ پَھِلِيْ صَدا
بِیْ اَزَلَ سَے آپِ ہِیْ کَاهِوَکَے آیا ہِوں حَضُورَ
آپِ ہِیْ ٹُوْٹِ ہُوْٹِيْ کَشْتِنَ کَے مِيرَنَ خَدا
آپِ کَاجِرَتِ زَدَهَ آپِ ہِیْ کَاهَتَهَ حَضُورَ
پَنْجَتُنَ کَا وَاسِطَهَ اَسَ پَرِبَيْهَ لَطْفَ وَعَطا

مَدْحُ حَفْرَتِ آقَانِيْ وَمَرْشِدِيْ بَلِ بَتَانَ شَاثَ وَأَرْضُورِيْمَا يَدِمْ جَبَ حَمَبِيمْ دَارَثِيْ
آقَانِيْ وَمَرْشِدِيْ بَلِ بَتَانَ شَاثَ وَأَرْضُورِيْمَا يَدِمْ شَاهَ حَمَبِيمْ

شِيدِيْنِيْنِيْنِيْنِ

میرے آقا میرے مرشد بیدم عالیجناب
درحقیقت آسمان وارثی کے آفتاب
لازماً ہے کن فکاں تھے آپ پر رشتن تمام
جلوہ حق آپ کی حق میں نظریں بن نقاب
کھوتا نجا با توں با توں ہی میں اسرار و روز
آپ کا طرزِ نکلم آپ کا طرزِ خطاب
ہم زدن میں پائے وہ محفل کی محفل لٹگئی
آسمان تاریک ہے جب ہون رشتن آفتاب
وَأَرْثِ مُشَكْلَشَا کے لادُ لے بَحْسَرِ بُوْلَ
اپنے جیرت پر نظر ہو بچرو ہی جیت آب

غُلَت

میں اس میں گم ہوا مری تمہت تو دیکھئے
 یعنی کمال جسدِ محبت تو دیکھئے
 صحرابھی تنگ ہو گیا دسعت تو دیکھئے
 حسد سے بڑھی ہوئی میری وحشت تو دیکھئے
 دریائے دل کی لہریں فلک بوس ہو گیئیں
 ہلاکا سایہ متوجَّہ الفت تو دیکھئے
 رکنا نہیں ہے سیلِ بسیعت بوقتِ جوش
 طوفان آرزو کی جبارت تو دیکھئے
 کرتے ہیں مدح پیرِ مغار جھوم جھوم کر
 بادہ کشوں کا حسن عقیدت تو دیکھئے
 حیرت کدے میں حن کے حیرت بھی محو ہے
 اس پاندنی میں صورتِ حیرت تو دیکھئے

مژدہ اے جوشِ جوں پھولِ گلستانِ بہار
 ٹوبھی ہو زینت دہ تختِ بیانِ بہار
 پیشوائی کو ترمی اے سرِ بستانِ بہار
 نعمتِ زن ہیں قمریاں باساز و سامانِ بہار
 تیری حاشمِ مرت کے صدقے مزے ہیں دیدکے
 ہیں خدا مال ہر طرفِ گویا غزالِ بہار
 آن کے ذوقِ دید کا اندازہ ہو سکتا نہیں
 جواز سے پورے ہیں تشنہ کامانِ بہار
 ایک عجیبِ ہم کو بھی اے ساقیِ روزِ ازال
 جھومنتے پھرتے ہیں پنی کر جس کوستانِ بہار
 ہائے وہ روئے منور جس کے اک دیدار سے
 ہر عالمتاب ہے شمعِ شہستانِ بہار
 کوئی بخود کوئی حیراں ہے ترپتا ہے کوئی
 ہے کوئی حیرت کدہ یا محشرستانِ بہار

رسول اوچ زندگی پر زعمِ باطل میں رہے
 غور سے دیکھا مگر جب پسلی منزل میں رہے
 ہو گئے جیت سرا پا جب کہا دل میں رہے
 وہ یہی سمجھا کئے ہشم اپنی محفل میں رہے
 اس کو معراجِ محنت اے دل ناداں سمجھو
 آخری دم بھی اگر ہم حاشم قاتل میں رہے
 اللہ باللہ یہ سخاوت دل سمندر ہو گیا
 اب تو کچھ حاجت نہیں بس تو مرے دل میں رہے
 واہ رہی مقبولیتِ خواہش انہیں باقی رہی
 اور تھوڑی سی ترطیبِ الشدِ بسمیل میں رہے
 اے مرے خوشیدیہ ذرہ نوازی ہے ترمی
 درنہ حیرت ہے ترا جلوہ مرے دل میں رہے

ابھی کل تک جنون زنجیر سے دست و گریاں تھا
 جو دیکھا آج مجنون سوئے صحراء پا بجوال تھا
 عجب انداز سے دیوانہ جنگل میں خسراں تھا
 کہ گل تھے سامنے دامن کشاں خارِ مغیلاں تھا
 سوادِ کفر کا پرده تھا حائل نورِ حسدت پر
 حقیقت بیس اگر دیکھا تو وہ کافر مسلمان تھا
 پکھہ اس سچ درج سے مستانہ ترا میخانہ سے نکلا
 کہ بوتل ہاتھ بیس بختی جیب میں پوشیدہ قرآن تھا
 ہرے پیسنے میں دل اور دل میں ارباب ان بینتے بی
 ترے قصد میں یہ اک بے سر سامان کا سامان تھا
 میں آزادِ عدم کا نٹوں میں اک رکھنس گیا آخر
 گلتاں تجھ سے تو بہتر مر پہلا بیباں تھا
 مڑا کیا زندگی کا جب نہ الفت ہو تری دل میں
 مری جاں جب نہ تھا تو دل دل اک حسبم بے جاں تھا
 تناعت فقر کی بختی ایک تاج خسر وی ہم کو
 ہمارا بوریائے بے ریا تخت سلیمان تھا
 در بست خانہ پر اب کس لئے تیرت پڑا اگر
 ارے کم بخت تجھ کو کیا ہوا تو تو مسلمان تھا

مالِ زندگی ہے عشق بیں مد ہوش ہو جانا
 تری آوازِ شستے کو سراپا گوش ہو جانا
 عجب کیا ہے مری ہستی اگر تجھ میں سما جائے
 ہے مٹنا قطع کے کا دریا سے ہم آغوش ہو جانا
 نہزادوں کو ہوا دمودا مری تصویر پر تیرا
 غصب ہے میری ہستی بیس ترا روپوش ہو جا
 زمانے سے نرالی ہیں اوائیں تیری اے جاناں
 کہ رہنیا دل کے اندر آنکھ سے روپوش ہو جانا
 کمالِ محنت ہے آپ کی صورت کے دھوکے میں
 چہاں کوئی نظر آیا وہیں بے ہوش ہو جانا
 تری آمیٹہ سازی سے اگر چا جائے یوں جیرت
 تو کچھ مشکل نہیں عالم کا پھر بے ہوش ہو جانا

بہ سہرا غم زہ و ناز آ تو کسی طرح کی پچن میں آ
 تیرا درد ہے میری زندگی کبھی سیکھ دل کی جلن میں آ
 جو بنارہ ہوں میں آشیان اُسے برق بن کے جلا جمی دے
 میری کائنات نثار ہو کبھی میرے اجڑے دلن میں آ
 تیری سرداپہ فدا ہوں میں ل جان سے وقت رضا ہوں میں
 مجھے سکل عیش میں ل کہیں کہ بہاسِ رنج و محنا میں آ
 وہ طیعت حست بدحال ہونہ فراق ہونہ وصال ہو
 میری روح بن کے فلکت اُر میری جان بن کے بدن میں
 مجھے ہر وہ سے کیا غرض مجھے دعویٰ چھاؤں سے دامد
 کہ اذل سے پہلے جو نور تھا اُسی اپنی پہلی کرن میں آ
 تو نہرا خرقہ بدل کے چھپ بختے دعوید نوکایں جان جان
 مجھے سکل تو میں توں کہیں کہ او اٹر زکہن میں آ
 تیری ہر کلی کو ہے ارزو تو گلوں کو ہے تیری جستجو
 بہ سہرا جو ہر زنگ و بُو کبھی کاش تو بھی چمن میں آ
 تو ہماں سے ایسا نکل کے جاکہ زنجو کو تیری خبر ہے
 تو دلن کو اپنے جو چھوڑ دے نہیاں اہل دلن میں آ
 میرا دل ہے حسن کا آینہ کبھی اس میں حیرت مشت بن
 تیرے صدقے اسے مرے گلبندن تو سمجھی تو دل کی لگن میں

جوگی کا بربن

جوگی کا بربن ہم نے لیا یاد کی خاطر
 کیوں یاد کی خاطر ہے دل زار کی خاطر
 اللہ رے حُن رُخ جاناں تیرے جلوے
 جو دیکھے اک باروہ دل کیسے نہ ترپے
 اک لمحبی اسلام سے جو اس کا زگڈے
 جو کچھ وہ کرے تھوڑا ہے دیوار کی خاطر
 کیوں یاد کی خاطر ہے دل زار کی خاطر
 فرست اُسے کہتو گی تیری یاد سے جاناں
 جس دل پہنچش خیالِ رُخ تاباں
 کیا کھانے کی حاجت، اُسے نہ سے جو ہماں
 ہاں بھیک جو مانگے کا تو دیوار کی خاطر
 کیوں یاد کی خاطر ہے دل زار کی خاطر

کیا ہو گی صد اس کی کے جا تے قبائل
 دیدار کا بھوکا ہوں نہ ہوں مصل کانوہاں
 ہاں اتنی ہی سینے میں ہے آتش سوزاں
 اک اور جھنڈ حسن طردار کی خاطر
 کیوں یار کی خاطر ہے دل زار کی خاطر
 صدقے پتھرے پہ آتش دل مجھے زپائے
 پچھ جائے کلیچہ گراف لب پہ زائے
 ہو جاؤں اگر خاک تو وہ خاک بھی اڑ جائے
 بس اتنی تواضع ہے دل زار کی خاطر
 کیوں یار کی خاطر ہے دل زار کی خاطر
 چرت ہے اگر کوئی ہے محنت ارجحت
 کیوں کرن خسریدے کوئی ازاوجحت
 رگ رگ سے کرے کیسے زانہماوجحت
 دل وقف ہے روئے پُر انوار کی خاطر
 کیوں یار کی خاطر ہے دل زار کی خاطر

کروں تعریف کیا تیری نظر کی
 کہ لاکھوں کر دیئے گھاٹ جدھر کی
 یہ ہے اونی کرامت اس نظر کی
 کہ دنیا مست کر ڈالی جدھر کی
 شب غشم ہو سکی چیزیں بسر کی
 مگر اف اف وہ امیدیں سحر کی
 مرے جاتے ہیں دنوں اک نظر پر
 خبر لے لے ذرا دل کی جگر کی
 یہی لے دے کے پوچھی رہ گئی ہے
 حفاظت کیوں نہ ہو زخم جگر کی
 میری آہ رسائی کی نارسا نی
 لئے جاتی ہے اب تک بھی اثر کی
 اٹھائے پردے چرت کے نظر سے
 ذرا سی جس پہ وارث نے نظر کی

آیا ہوں دل میں جبلہ جماناں لئے ہوئے
محشریں اپنے حشر کا سامان لئے ہوئے
اے دل تو شاد ہاش کہ مقتل میں آئے ہیں
وہ آج تیرے قتل کا سامان لئے ہوئے
کافی ہے میرے واسطے دل کی لگی فقط
مرجاوں کا شس اپ کا ارماں لئے ہوئے
مجبورِ ضبطِ عشق ہوں درد بخشِ اشک
بیٹھا ہوں دل میں سینکڑوں طوفان لئے ہوئے
للہ جلا دے خمنِ ہستی کو بر قِ حُسن
بیٹھا ہوں کبے دل میں یہ ارماں لئے ہوئے
آنا جگاہِ تھیتِ انوار ہے یہ دل
سینہ مشاں طور درخشاں لئے ہوئے

دل کے نکڑے

اس عنایت کے بین قرباں دل کے نکڑے کردے
اک جھلک سے ہستی باطل کے نکڑے کردے
بیباتاوں کس ادا سے دل کے نکڑے کردے
دل کے نکڑے ہاں دل سبل کے نکڑے کردے
غور کر پروہشیں عاشق سے پرداہ تابکے
قیس کی اک آہ نے محمل کے نکڑے کردے
جو شش گریہ بین دل خوں روتا روتا بہ گیا
موچ طوفان نے غرض ساحل کے نکڑے کردے
اک نظر سے کل جہاں کو محو حیت کر کر دیا
میرے واڑت نے حرمیم دل کے نکڑے کردے

جب سے انوسِ محبت ہے طبیعت میری
 بیں سمجھتا ہوں مکمل ہوئی نظرت میری
 جذب ہو جاؤں میں تجھے میں میرے وارث ایسا
 تیرا دھوکا ہو جو دیکھے کوئی صورت میری
 فکر کرنیں ہے کیا مجھ کو کرم سے اس کے
 خود مدد گاریتے المشد کی قدرت میری
 قلبِ مفطر کو لہیں تیرے سوا چین نہیں
 بھر گئی اب تو زانے سے طبیعت میری
 بیں جو موجود ہوں دُنیا میں تو مدد وہ بھی ہوں
 دونوں عالم کا مرتع ہے یہ صورت میری
 بیں بھی حیران ہوں کیا راز ہے اسیں پنیاں
 آئینہ سب کو پنا دیتی ہے حیرت میری

اب کوئی موقع نہیں آنسو پہانے کے لئے
 جلوے خود بیتاب ہیں دل میں سانے کے لئے
 گر کوئی دُنیا میں آتا ہے تو جانے کے لئے
 دل میں ہوئے بدیلی ہر دم بجانے کے لئے
 عشق میں مطلب نہ ہو خواہش نہ ہو حضرت نہ ہو
 عشق ہوشانِ عبودیت بجانے کے لئے
 گرتڑپ نالے میں ہو اتنی توہواے عندیب
 برق تسلکے چُن کے لائے آشیانے کے لئے
 دسعتِ دل روزِ روشن کی طرح ہو گئی عیاں
 پھر نلک آمادہ کیوں ہو آزانے کے لئے
 اے دلِ چانبہ از تجھ کو جانِ شاری کی قسم
 عزم ہو ضمیرِ المثل تیرا زمانے کے لئے
 ہے طلب ہوں اور حیراں ہوں کہ یققہ ہے کیا
 کس لئے حیرت نے میری دل زمانے کے لئے

در دل

کون ان کو اب شناۓ ماجراۓ در دل
 کشکش میں نزع کی ہے مبتلاۓ در دل
 او سیحا وم مسری جاں یاد پر تیری نشار
 در د بھرائ ہے ترا مجھ کو دوائے در دل
 در دل سے دل کو اب اتنی لگاٹ ہو گئی
 جب کمی دکھی تڑپ آٹھابڑائے در دل
 گس قدر دونو ہیں اب اک دوسرا پر مبتلا
 در د ہے دل پر فدا اور دل فداۓ در دل
 حن کی ولداریاں کیوں عشق کا حصہ نہ ہوں
 حن میں پہنچاں ہیں لاکھوں رازہائے در دل
 نامہ بر قدموں پر تیرے دل فدا یہ تو بتا
 سن یا تھا اس نے میرا ماجراۓ در دل
 در د کی لذت پر دل تو رفتہ رفتہ میٹ گیں
 اک سکوتِ مستقل اب ہے بجاۓ در دل
 ختم کر حیرت خدا را داستانِ سوزِ غم
 کون سن سکتا ہے تیرا ماجراۓ در دل

ضبط کرتا ہے آہیں حال سناۓ نہ بنے
 کیا کرے سینے میں جب بات چھائے نہ بنے
 ہوں جو خاموش، تو پھر جان و جگہ جلتے ہیں
 لازم ہے مسرے دل میں جو سناۓ نہ بنے
 عشق میں پہلا قدم بھی نہیں اٹھ سکتا ہے
 ہستی دل کوئی جب تکث مٹائے نہ بنے
 نعم نہ چاہو تو پیس مرکر بھی نہیں مل سکتا
 تم جو چاہو تو کبھی مجھ سے بن آئے نہ بنے
 یاد سے ان کی میری جان پھنکی جاتی ہے
 اور سجداؤں بھی جو ان کو تو بھلا کئے نہ بنے
 یہ تو مانا کہ بُری ہوتی ہے بر بادیِ دل
 یہ بھی ہے ان کو میری خاک اڑائے نہ بنے
 آج خاموشی بھی اُس بزم میں ہے نالہ کٹاں
 اور حیرت ہو اگر بزم پچھائے نہ بنے

نہ گئیں آہ وزاریاں نہ گئیں
 دل کی ناکرده کاریاں نہ گئیں
 شن کی جلوہ باریاں نہ گئیں
 عشق کی بقیہ راریاں نہ گئیں
 پتھے پتھے میں ذرے میں
 ان کی صفت نکاریاں نہ گئیں
 دُر کا دستِ ساتیٰ فیاض
 میری بھی باوہ خواریاں نہ گئیں
 لاکھ بڑکار میں رہ لیسکن
 ان کی آمرز گاریاں نہ گئیں
 کر کے چیرت کو خلق میں چیران
 ان کی آئینہ داریاں نہ گئیں

جلوہِ متناہ

جس روز سے دیکھا ہے وہ جلوہِ متناہ
 ہر دل ہٹا سیخناز ہر آنکھ ہے پیانا
 اب دل کا تقاضا ہے اے جلوہِ جانا
 بٹ خانے میں کعبہ ہو کجھے میں ہوتا خانا
 چل اے دلِ حشی چل ہر فرڑہ پرشیاں ہے
 سفناں ہے ترت سے پھر خبود کا ویرانہ
 محبوس تھنڈائیں ارمان پرشیاں ہیں
 دل غیرتِ زندگی ہے دل غیرتِ ویرانہ
 سر جائے تو ہاں جائے جاں جائے تو ہاں جائے
 بن پاؤں نہ ہٹ جائے اے ہمہتِ مردانہ
 اک درد کی دنیا ہے چیرت کی بیعت بھی
 اور اس کی غسل خوانی اک نرمہ متناہ

کامیابی کامرانی اور ہے
 میرے اشکوں کی روانی اور ہے
 قیقهہ ہے حن و خوبی خوب ہیں
 عشق کی لیکن کہانی اور ہے
 آب شمشیر نگہ قائل ہے پر
 شرگیں چون کا پانی اور ہے
 گرچہ تفسیر زبان ہے شرح غم
 گفتگو ہے بے زبانی اور ہے
 لاکھ مرشد پر چڑھائیں پھول یہ
 منشنے والی موجوانی اور ہے
 وجہہ حیرت سب ہی جلوے ہیں مگر
 جلوہ حیرت رانی اور ہے

نو جوان سے

رمیدہ مثل ہوا ہے عالم تری شہیم خیال کیوں تو
 تو احسن الخلق ہے جہاں میں تو پھر زیوں تیرخال کیوں تو
 بھی سے شیرزادہ جہاں ہے کہ بے نشاں کا تو ہی نشاں ہے
 تو رازِ قدرت کا رازِ داں ہے جہاں میں پائمال کیوں تو
 تو جانتا ہے کہ نیزی کھینتی نہ ہی ہاتھوں پس پسکیگی
 تو بے جر جب رہمگا اُس سے تو بار ورد یہ نہال کیوں ہو
 تو غیر کے در پر پہنچ کر ہے کہاں ہے تیری ہہ بہنیالی
 تو اپنے جلووں میں خود سما جا جہاں میں تیری ل کیوں ہو
 تو اپنی ذاتی تجلیوں سے جہاں کو آئیہ خانہ کر دے
 کہ جس سے رنگیں ہو سارا عالم وہ حیرتِ خستہ حال کیوں تو

نہ ویرانے میں پتا ہوں نہیں آبادستی میں
نگاہ پار کے صدقے دلبر ہوتی ہے مستی میں
ارے نادان مرٹ چاہ سربرا لفت کوچے میں
کہ راز سر بلندی ہے نہیں اس جا کی پستی میں
تری پر کیف انکھوں سے پیا ہے جام دنو نے
غزالاں فتن ہیں شوخ نزگ سمت مستی میں
کسی کے دربے پایاں کی کیونکرتا ب ہو مجھ کو
کہاں سے لاول اتنی طاقتیں کمزود ہستی میں
یہاں کیا کرسکے گی سوزنِ تدبیرے ہمدم
رفو کیا ہوں کہ لاکھوں چاک ہیں بلوں ہستی میں
چراغِ ماعرِ فتَّا کی خیامِ دیکھاون غافل
خداُی طاقتیں موجود ہیں انساں کی ہستی میں
خدا چب بیڑا لاث ہے خداُی بھی مری وارث
زمان کیوں ندارث ہو مساوا راث پرستی میں
کہیں ایسا نہ ہو اسرار کے پردے سرک جائیں
خدا جانے میں کیا کیا بک گیا ہوں دوشِ مستی میں
زمان تک رہا ہے کیوں مجھے محکومی بحیرت ہے
خدا جانے چھپا ہے کون اس ناچیزِ ہستی میں

سمانکھیں

عشی مضرط کی اشکار انکھیں حن کی فناں پر خوار انکھیں
عشق اب عمر بھر تماشا کر ہوچکھیں وقت انتظار انکھیں
دل کی دنیا ہلا کے دیتی ہیں وہ تری مست و پر خوار انکھیں
ہائے کتنی ہیں پارے کے قابل وہ جھیں وہ ستم شعار انکھیں
ماش ایسی نگاہ مل جاتی جن سے دیکھوں وہ بار بار انکھیں
کفر و ایمان فروش ہیں دلوں ایک کافر کی دین دار انکھیں
کیقدار ہائے بار بار آتی ہیں وہ کسی کی جفا شعار انکھیں
بن رہی ہیں مرقعِ چرت
رشکِ آئینہ ابدار انکھیں

اس سے کچھ مطلب نہیں کیا عشق کا انعام ہے
 اُن پرستی دہوکے مر جانا ہمارا کام ہے
 عشق کی تکلیف کو تکلیف بین کیوں نکر کہوں
 یہ تو دنیا بھر کے آلاموں کا اک آرام ہے
 کیوں نہیں سے کلمج سے لگار کھوں انہیں
 دل میں جتنے تیرہیں اُن پر تمہارا نام ہے
 جس نے دیکھا دیکھتے ہی مست و بخود ہو گی
 حن کا جلوہ نہیں یہ بے خودی کا جام ہے
 کثرتِ عصیاں سے لرزائ تھا میں بجدی حشر میں
 رحمتیں پول ایھیں بخشش تو ہمارا کام ہے
 جس کو دیکھا مرست، مد ہوش ہے سرشار ہے
 چشمِ ساقی کا یہ اک ادنی سافیضِ عام ہے
 عشق کا بارِ ملامتِ مفت سر پر لے لیا
 چرستِ جانباز کا جست در فرا ہر کام ہے

کانوں میں اک صدا جو سمائی ہوئی سی ہے
 روزِ ازل کی اُن کی سنائی ہوئی سی ہے
 دل میں یہ اک ادا جو سمائی ہوئی سی ہے
 جانے ہکاں کی اُن کی دھائی ہوئی سی ہے
 ہم مرکے سبی نہ جائیں گے کوچے سے آپ کے
 کچھ اب نو دل میں ایسی سمائی ہوئی سی ہے
 وہ آئیں میرے قتل کو ایک بس نفیب
 یہ تو کسی کی یوں ہی اڑائی ہوئی سی ہے
 کس بیگنے کے خون سے شرار ہے ہیں آپ
 فرشتہ راجخوں میں نہایتی ہوئی سی ہے
 کچھ درد کی تڑپ ہے نہ فرقہ کا ہے ملال
 وہ شکل دل میں ایسی سمائی ہوئی سی ہے
 چرت غزل نہیں ہے تھماری یہ سحر ہے
 چرت تمام بزم پہ چھائی ہوئی سی ہے

ہموش

جلوہ ملک اکون بے پر دہ بیر پر دہ پوش بے
 ذرہ فرداہ بزم ہستی کا جواب مد ہوش بے
 آپ کی تصویر ہر دم دل سے ہم آغوش بے
 یعنی وہ بے ہوش ہوں قربان جس پر ہوش بے
 رحمتوں والے سے ملک ہے گنگاروں کی آج
 ہم ادھر فاموش ہیں اور وہ ادھر پوش ہے
 بے خبر ہونے پر عبی ہے سارے عالم کی خبر
 ایسی بے ہوشی میں مستانوں کو ایسا ہوش ہے
 ہم بلا نوشوں کی ہمت کوتواے ساقی نہ پوچھ
 دونوں عالم سر پر رکھ لے جائیں اتنا بخش ہے

ذکوان گہ اشیوں کی پائے کیا غواص عقل
 روڈ بار عشق کا ہر قطہ رہ فلزم نوش ہے
 چانے والے پھر انہیں مستی بھری آنکھوں سے دیکھ
 لوگ ہتھے ہیں ترے بیمار کو پھر ہوش ہے
 اللہ اللہ اک زمانہ ہے خراب آزو
 اُس نگاہ مست پر صفتہ متاع ہوش ہے
 واہ کیا حیثت فرا منظرے دل کی بزم کا
 جلوہ جیزال سے اب حرمت جو ہم آغوش ہے
 حسن والوں میں بھی اب تو ہو ہے ہیں تذکرے
 سُن رہے ہیں آج جل حرمت کفن بر دوش ہے

دیدارِ بار

ہجومِ محشر میں کل سنا ہے کہ عالم دیدار بار ہوگا
 چمک کے جو طور پر چپا تھا وہ جلوہ پھر آشکار ہوگا
 رو طلب میں جو میٹ مٹا کر رہ طلب کا غبار ہوگا
 وہ شیرِ چشم شوق ہوگا وہ غازہ روئے یار ہوگا
 تو دل سے اُن پر نشار ہو جا رہا تھا پر نشار ہوگا
 رو محبت کا ذرہ ذرہ ترے لے بقیر رہا ہوگا
 عجیب الی ہے چال اسکی عجب محبت کا فلسفہ ہے
 کہ جتنا شادر کوئی ہوگا اسی قدر ہوشیار ہوگا
 تو ہی تو اے ساتی محبت نمرود حاب ہے خمارِ دل
 کہ بیڑی انکھوں سے جتنے پی لی وہی ترا با وہ خوار ہوگا
 نہتی ہو اس حسین صورت کو دیکھ کر آئتے کے اندر
 جو دل تمہارا بھی جارہا ہو نہیں بھی کچھ اختیار ہوگا
 ز پھر سنبھلتے بنے گی تھسے بھی سے اے باعثان بھل جا
 کبھی جو آنکھ وہ چمن میں چمن چمن شعلہ زار ہوگا
 نہ پوچھو حیرت نا کچھ لھکانا وہ اپنی حیرانیوں میں لگم ہے
 کسی کے در پر پڑا ہوا وہ جمالی زار و نزار ہوگا

پر تو نورِ حشن سے دل کو مرے خبر کہاں
 زینتِ بزم ہے کوئی اتنی مجھے نظر کہاں
 اُن رے دفورِ اضطرابِ ذوقِ نظر بھی مجھے ہے
 سوزِ دروں پر میٹ گئے قلبِ ہماں جگر کہاں
 بزمِ خیال کی طرح بزم وجودِ اُنھوں گئی
 شمع کے ساتھ رات کے ٹوٹے ہوئے وہ پر کہاں
 مل تو گیا وہ آستانِ مسجد نے شارکر بھی دے
 بندبَہ شوق اب تزا سجدہ فروشن سر کہاں
 کیسی تجھیِ جمال اپنا ہی اختیاب ہے
 حِنْ تختیت لا ہے شمسِ ہماں فرگیں
 کس کی ہے دکھ بھری صدا راتوں کی نیند اُرگئی
 پھر سے کہیں جناب اب نالوں میں ہے اثر کہاں
 حیرتِ انتشار سے کیوں نہ ہو قلبِ منقلب
 جلووں کا یہ اجوم ہے جیزت کم نظر کہاں

انتظار میں

نکلے ہو دم کسی کا رتے سے انتظار میں
 کیا خاک چین پائے وہ کجھ مزار میں
 او مرت ناز اُت تری محشر خامیاں
 اک حشر سا بپا ہے دل نبیر میں
 ہکتا نہ پھر کہیں ہمیں بد نام کر دیا
 دلکھیو کہ دل نہیں ہے مرے اختیار میں
 اب کیا کہیں کہ کیسے ملا استان بیالہ
 سجدے تقدم قدم پو کئے رہنگار میں
 اُس عندلیب سونفہ ساماں کی کچھ زکوچہ
 جس کا احمد گیا ہو نشیمیں بہار میں

اُس برق وش کے حُن کی اللہ نے تپش
 اک آگ سی لگی ہے دل داغدار میں
 قسمت کی نار سائیاں بعد فنا رہیں
 لذوبیل مرکے بھی دفن ہونہ سکا کوئے یار میں
 کیا پوچھتے ہو دل کا پتہ دل کا کیا پتہ
 دلت ہوئی کر دل گیب اگر دو غبار میں
 خوشیدھ شر اپنی وکھاتا ہے تابشیں
 سورا ہوں گو شر دامن یار میں
 حیرت کہ تجھ کو حیرت دیدار ہونصیب
 آدیکھ لے تو شان خدا حُن یار میں

حُنْ گر بے نقاب ہو جاتا عشق خانہ خراب ہو جاتا
 چھوڑ جو لینتا ہمارے قدموں کو ذرہ بھی آفت اب ہو جاتا
 اُو سوزاں سے قلب پر اضطرکی سنگ بھی آب آب ہو جاتا
 حُنْ ناکام رہ نہیں سکتا عشق کیوں کامیاب ہو جاتا
 جلوہ دیدیکے تماشے میں ختم یوم الحساب ہو جاتا
 ذرتے ذرتے میں اپنالکھر تبا میں بوجانہ خراب ہو جاتا
 بن سُتُور کے جودہ نہ آجائے میرلاشہ خراب ہو جاتا
 حُنْ بہر سوال دل آتا عشق کیوں لا جواب ہو جاتا
 وہ ترپتے میں دل کو نیامزا سر بسرا ضطرب ہو جاتا
 عشق آئینہ بن کے گر آتا
 حُنْ حیرت ماب ہو جاتا

آلہ فرستہ دیدیہ

دیدیار ہو کسی کا مدت سے آرزو ہے
 کیا کمیل ہے قضا کی خود ہم کو جستجو ہے
 صورت کسی کی دل میں ایسی بسی ہوئی ہے
 میں اس کے رو برو ہوں وہ میرے رو برو ہے
 اللہ رے تصور اللہ رے سماںی
 جکوبھی دیکھتا ہوں مجھ سا ہی ہو بھو ہے
 سوز و گداز بن کر تو دل میں بس رہا ہے
 خود کو بھو دیکھتا ہیں اے جان تو ہی تو ہے
 اے دار شا دو عالم اب اس کی لاج رکھنا
 تیری ہی رحمتوں سے یتیرت کی آبرو ہے

بُجتہ ہی جیاتِ جاوداں ہے روحِ انسان کی
بیمل جائے تو کچھ حادثت نہیں پھر آپِ حیوال کی
گھنائیں گھر کے آئی ہیں غم و اندوہ و حسرہاں کی
اللی خیرِ ہواب میرے ضبطِ سوزِ سپہاں کی
یہ شور یہ سری کس کام آئی بھری دھشت میں
وہیں پر ہیں جہاں پر تھیں حدیں دیوارِ زندگی کی
کسی متی بھری آنکھوں نے پھر میری طرف و لکھا
خبراب کیا رہے گی مجھ کو اپنے دین و ایساں کی
زمیں و آسمان کی وستیں دل میں سمائی ہیں
یہ اک ہلکی سی جولاٹی ہے میری طبعِ جو لاں کی
کسی کے حبلوہِ رخ کی جعلک ہر روزِ جاتی
اڑانا دھجیاں ہر روز میں جیب و گزیاں کی
تو ہی بتلا بتا چیرت کہاں جائے ترے درسے
لبسر ہو گی کہاں پر جا کے اب اس تیرے جیزاں کی

حسن و عشق

عشق کی سرگرمیاں سرجو شیاں ہمِ ظالم کی تنافل کو شیاں
اُن کی میرے قل کی سرگوشیاں اور میری تیاریاں سرجو شیاں
اب تو انکی بھی خبر دل کو نہیں اللہ اللہ رے میری بیوی شیاں
جنتخوائے یاد میں مندوم ہوں یکوں محفل ہو گئی میری پوچشیاں
حُم کے گھم پتایا ہوں و رہشاں ہوں یکا بلہ ہیں میری بادہ نوشیاں
اُن کے استفسارِ حالِ زار پر کہہ گئیں سب کھمری خاموشیاں
حیرتِ شیریں بیاں کچھ اور بھی
حیرت افزا ہیں تری خامشوں

سلام اے انتظام عالم سلام میرا سلام میرا
 جنوں خرد ہے خرد جنوں ہے نظام ہے بے نظام میرا
 پڑا ہوں دُور انکے درسے زاہدین کاں کو سوں ہزار قل خنزل
 پر ان کے جلووں سے دل ہے روشن مثالِ اونکام میرا
 بس ایک تھوڑے پر جو مر مٹا ہوں زماں سب میرا ہو گیا ہے
 فنا بھی میری بقا بھی میری جہاں میں باقی ہے نام میرا
 تری محبت میں مرت کے پھر سبی میں جی ہا ہوئ کیا غصبہ
 شہزادگی زندگی ہے میری نموت کرتی ہے کام میرا
 جو قتل کہہ میں شہید سب کو کیا مجھے بھی نہ چھوڑت اتال
 میں زورِ بانو پر تیرے قرباں ابھی ہو قعہ تسام میرا
 جنابھی تیری وفا ہے مجھ کو اسی بہانے سے یاد کر لے
 رہے زمانے میں نام تیرا بلاسے مٹ جائے نام میرا
 دماغ بے حس خیال باطل زبان میری نطق میرا
 کسی کی حیرت کے ہیں کرشمے جو ہے موثر کلام میرا

ملاش

بس میں ترے زمیں ہے قبضے میں آسمان ہے
 اے دوجہاں کے الک میرا نشاں کہاں ہے
 یعنی میں بن کے حضرت اک تیر بے کماں ہے
 جب نک رہے یہ دل میں انسان نہیں جاں ہے
 فصلِ بہار میں تو قیستِ نفس میں گذروی
 چھوٹے جوابِ نفس سے تو موسِمِ خزاں ہے
 ہر ذرہ اس کی منزلِ صحرا ہو یا ہو گلشن
 کیوں بے نشاں رہے وہ تیرا جو یے نشاں ہے
 لکھت و کرم سے اپنے اب اس کو تو اٹھا لے
 حیرت زدہ یہ تیرا بر باد دوجہاں ہے

نصابِ عشق

کیوں نہ ہوں دلیوانہ میں عینِ شبابِ عشق ہے
دل میں ہر دم ننسہ زن گویا ربابِ عشق ہے
ایسی دلداری پہ جان و دل تصدق ہوں نہ کیوں
اپنے ذراں پرفِ خود آفتاپِ عشق ہے
او رہیں بے کسی تو پستی ہمت میٹ
تیرتی سنتی خود زمانہ میں نصابِ عشق ہے
عالمِ اس باب کو ادراک اس میں کچھ نہیں
اپ ہی تعبیر ہے اپنی دہ نوابِ عشق ہے
اپنے مٹ چلتے کی بخدا کو بھی خراے دل نہ ہو
زندگی کیا ہے بس اک موہوم خوابِ عشق ہے

دن نکل آیا نو اٹھ کر اس کی اب تعبیر دیکھ
وجہ بیداری عالم تیرا خوابِ عشق ہے
کیوں حادث کے تپیڑے اس سے ہوں بُرُوئے کار
جو تلاطم سے نڈوئے وہ جبابِ عشق ہے
جن کے اک قدر سے دینا ہو گئی مست و خراب
وہ تو اک ہنکی سی پھیکی سی شرابِ عشق ہے
کون سی آنکھوں سے دیکھوں کہس زبان سے ہو سیاں
حُن کا ہر ایک ذرہ آفتاپِ عشق ہے
عشق میں ناکامیوں کا احصل مجھ سے ن پوچھ
ناکامیابِ عشق بھی ناکامیابِ عشق ہے
دھونڈتے ہر کیا ٹھکانا حیثتِ جیران کا
خانماں بر باد و بد مست و خرابِ عشق ہے

تڑپ اور اتنا تڑپ تو اے دل کہ عین صبر و فرار ہو جا
 تو انہتائی خوشیوں سے فساوں میں لمحہ بار ہو جا
 اگر محبت بھانی چاہے تو بایس سے کچھ طلب نہ رکھ تو
 ہزار تجھ سے کرے وہ نفرت تو اپسہ دل سے نشاد ہو جا
 ارے خرابِ لشاٹِ فانی تو دائی عیش پر نظر رکھ
 اگر تجھے اختیار ہے کچھ تو خود ہی بے اختیار ہو جا
 تو وضع داری پر اپنی میٹ جا کہ مرتے ممکن شہادے سکو
 ہزار سرست بیخودی ہو، مگر خودی پر نشاد ہو جا
 وہ کارنا مے ترے سہری فسانے جھوٹے بنے ٹوٹے ہیں
 زمانے بھر کو جھانے والے تو پھر سے اب ہوشیار ہو جا
 جو کامرانی جہاں کی چاہے جو ہو تو نہانے مکاری
 کسی کے دکھ میں شریکا ہو جا کسی کے دل کا قرار ہو جا
 خرابِ کیفیتِ نیاز مندی طسمِ الفت نڈوٹے حیرت
 چہاں کو آئینہ خانہ کر دے زمانہ کا رازدار ہو جا

وہ نہیں ہے مجھ عالم میں نہ وہ اپنی خلوتِ نازیں
 وہ بزرگ ہسن ہے جلوہ گر میرے تدبِ آبُرہ ساز میں
 کہوں کیا دکھائی دیا مجھے فقط اک جسلی ناز میں
 کہ حقیقتیں ہی حقیقتیں تھر آئیں ہسن مجاز میں
 تجھے کچھ خبر بھی ہے غزوی وہ کشمہ سازی عشقِ مت
 وہ تری ہی آنکھ کا نورِ خدا جو چپک رہا تھا ایا ز میں
 وہ نیاز مندیاں عشق کی ہوئیں آنکھ ناز میں جلوہ گر
 کھلی حشیم دل تو عیاں ہوا میں ہوں ناز میں وہ نیاز میں
 میراعشق اب تراحتن ہے مرا حسن اب نزا عشق ہے
 یہی اصل ناز و نیاز ہے جو نیاز میں وہی ناز میں
 میں ترے ہی درکافیقِ ہوں میں ترے ہی غم میں اسیرِ ہوں
 مجھے اک دراسی جگہ ملے تری حشیم بندہ نواز میں
 تو کہیں نہیں قہصہ سر جگہ مجھے کیوں نہ حیرت دید، مو
 کہ ہزاروں پردوں میں چوپکے بھی تو نہیں ہے پرہ رازیں

نگینی رُخ

فضائے دہر نگینیں ہے بہار روئے جاناں سے
کوئی دلکھے یہ جلوے دیدہ خون ناپ افشاں سے
ذر اک اور چنپیا جاتے جاتے بھی نمکداں سے
کر ریش ہے دعاوں کی لب ہر زخم خندان سے
کہاں کے ہر وہ مکسی تجھ لی طور سینا کیا؟
مرا سینہ مُغور ہے کسی روئے درخشاں سے
میں جاؤں تو کہاں جاؤں خراب آرزو ہو کر
ہوا میں آہ ہی میں خلد کی جب کوئے جاناں سے
یہ کس کو دلکھ پایا ہے کہ جس کی جلوہ باری سے
لگرا تے ہیں جب حیرت نظر آتے ہیں بیڑاں سے

اوکماندار

مجھ سادنیا میں کوئی صاحبِ تقدیر نہیں
یعنی ناکامِ میری کوئی بھی تمدیر نہیں
میں ہوں غاموش مسکے عشق کوشایاں یعنی
وہ سمجھتے ہیں مسری آہ میں تاثیر نہیں
اوکماندار اب تھے اپنی نگاہوں کی قسم
کیا مہرے واسطے ترکش میں کوئی نیز نہیں
دل کے سو نکڑے ہوئے خون بہا جان گئی
جب کہاں اس نے کہ ترکش میں کوئی تیر نہیں
واہ کیا حسن دل ایز ہے اللہ اللہ
خود بخود دل میں نہ کھبٹے وہ تصویر نہیں
عقل والوں سے فیسا پاشیاں حیرت کی ترلوچھ
حیرت جلوہ گرمی ہوش کی تصویر نہیں

حسن آبرو

دل کو پاند رنگ دبو کر کے آبرو کموئی آرزو کر کے
خود کو ہوشی اپنے ہاتھوں سے کیا ملائیں کی جست جو کر کے
خدمتِ خلق سے ہوئے خدمم آبرو پائی آبرو کر کے
دل کا ویران کر لیا آباد و قفت ارمان و آرزو کر کے
رشکِ صد سینا کریں سینہ ولنشیں ایک شمع روکر کے
تم نہ کر بیٹھنا کہیں تقیید وہ بلاسیں تمہیں جو تو کر کے
حیرت آئیہ ہوئے حیرت
آئیہ رزو کو رو برو کر کے

کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے

یہ سجد مندر میخانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے
سب جاناں ہیں تیرے کاشانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے
اک ہشت کا تیرے فائل ہے انکار پر کوئی مائل ہے
اصیلت لیکن تو جانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے
اک خلق میں شامل کرتا ہے اک رسے اکیلا کھتنا ہے
ہیں دونوں تیرے مستانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے
کہیں حُن میں جلوہ فرمائے کہیں اتنی عشق میں حلتنا ہے
تو پیا ہے؛ کوئی کیا جانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے
اک مستِ است ہے دلوانِ اک دانا بینا فرزانہ
اک خم سے بھرے دوپانیے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے
یوں نام کو ببل گل پر ہے اور شمس پر مائل پروانہ
ہیں ایک ہی جلوے کے دیوانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے
جھرتیں عالم سارا ہے کیا دل میں بھید چپایا ہے
اک بات ہے تلوہیں افسانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے

نیوں مجتہد میں جان کھوتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے
نچین دن کو ز شب کروتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے
اہلی فرقہ بیس کیا گذرتی کہ وصل میں بھی جو چنکارہے ہیں
نہ ہاتھ یوں زندگی سے دھوتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے
وہ جی پہ اپنے گذر رہی ہے نہ کہ سکیں گے نہ سن سکیں گے
نہ دل کا آنکھوں سے خون روئے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے
ہم ایک مٹی کا دھیر ہیں اب کسی کے کیا کام آسکیں گے
داس طرح نقید جان کھوتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے
لگی ہے ایسی کہ جل بجھے ہیں مگر تمنا ہے اور سلگیں
کہ مشعل بزم عشق ہوتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے
لبول پا بہ دم اُنک رہا ہے نجی رہے ہیں نمر رہے ہیں
سیک سیک کے نہ جان کھوتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے
تمام حیرت بنے ہوئے ہیں تمام حیرت بنے چکے ہیں
حواس وہوش اپنے یوں نہ کھوتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے

وہ دل ہی نہیں جبکو اے جانِ خوبی ترے درد سے کوئی افت نہیں ہے
وہ کیا آنکھ جسمیں کہ اے نورِ عالم ترے حسن کی کوئی زلگت نہیں ہے
یہ ہے فطرتِ عشق فاموش رہنا کسی کی نہ سُننا کسی سے نہ کہنا
سوائے ترے ذکرِ شیریں کے اے جان کسی ذکریں کچھ ملاوت نہیں ہے
تری شکل ہوسکے سینیہ میں پہاڑ ترا درد ہو میری ہستی پا سماں
تری یاد میں بھی جو نکلے مری جاں مجھے پھر بھی دعوائے افت نہیں ہے
حقیقتِ مرے دل پس بآشکارا تری رحمتوں پر پڑے کامل سہارا
جو غفار تو ہے جو ستار تو ہے مجھے کچھ بھی خوب قیامت نہیں ہے
مری پارسائی مسرازہ و تقویٰ یہ میرے لئے ہیں میں جو کچھ کروں گا
کوئی شیخ سے جا کے کہہ دے خدا را خدا کو تو ان کی ضرورت نہیں ہے
یہ دارالاماء ہے یہی جائے عرفان یہی رندِ مسیحوار ہیں اہل اہیاں
جو ستانی نہ ہوا اور نہ ہو نرمِ رندِ اس تو جنت بھی دراصل جنت نہیں ہے
تجیر فرا ہے پیسفقت کسی کی مجھے ہو چکی ہے زیارت کسی کی
عنایت کسی کی ہے رحمت کسی کی یہ حیرت مری اپنی حیرت نہیں ہے

سوزو گداز

حُن جب محو ناز ہو جاتا عشق کیوں لے نیاز ہو جاتا
 وقف سوزو گداز ہو جاتا پھر بین قدرت کاراز ہو جاتا
 ان کے فدمول پچک گیا ہتنا سرو بھی سرفراز ہو جاتا
 پھر خدائی تری خدائی خنی تو جوبنده نواز ہو جاتا
 تو جو مخلوق پر فدا ہوتا تجھ پر خالق کو ناز ہو جاتا
 لے بینازی کی حد بھی مل جاتی میں بھی گر بے نیاز ہو جاتا
 ان کی حیرت نصیب گرسوتی
 میں بھی آئینہ ساز ہو جاتا

نہ سہی

میں اگر باد فانہیں نہ سہی اور تم پر جفا نہیں نہ سہی
 درو کی کچھ دو نہیں نہ سہی جسیں تیری رضا نہیں نہ سہی
 عشق بھی تو اسی کا جلوہ ہے حُن کو گرفتہ نہیں نہ سہی
 عشق تو مرکے زندہ رہتا ہے زندگی کو بقا نہیں نہ سہی
 موت مقفلہ ہے بنوں سے ہی ہاں قضاۓ فضانہیں نہ سہی
 شوق ستقلیل عام کرظالم تجھ کو خوف غدانہیں نہ سہی
 ان کے جلوے نو سب سلامت ہیں میرا کچھ بھی پتا نہیں نہ سہی
 میں ہوں یا جیوں تجھے کیا ہے تجھ پر میں مردانہیں نہ سہی
 وہ تو دل میں بستے ہوئے ہیں ہیگر ان کو میرا پتا نہیں نہ سہی
 حُن آئینہ ساز ہو جائے
 عشق حیرت فزانہیں نہ سہی

سمی ناکام

خاص کے پیروز حامی عام کے ہم تو بندے ہیں تمہارے نام کے سب ہیں دیوانے فقط اکٹام کے کیوں یہ جگر ہے ہیں رحیم و رام کے آنکے دریک آہی پہنچے آخرش صدقے اپنی کوشش ناکام کے مے حملکتی جا رہی ہے دیکھنا پچھا آتا رواب تو صدقے جام کے رُفت بکھرے ہوئے اُنھے ہیں وہ صبح نے جلوے دکھائے شام کے ایک ہی مقصد تھا جس پر مریٹے اُدمی ایسے بھی تھے کچھ کام کے کھوچکے ہوش و حواس غفل و ضبط ہم بھی کوئی اُدمی ہیں کام کے انھوں اور اب اٹھ کے ہمت پھر کرو ٹیکوے کب تک گردیں یام کے دارثی حیرت جہاں پر چھاگئی صدقے اپنے جامیہ احرام کے

ہو جا

محبوبیا ز ہو کر ہم طرح ناز ہو جا او منہنے والے مرٹ کر سستی کا راز ہو جا
وہ ناز کرنے والا آہی رہیجکا اکدن اے دیدہ تمٹا عمرِ دراز ہو جا
کچھ موٹا ہی کر گئی اب تو علاجِ ذوقت اے درد تو ہی بڑھ کر سبیل ساز ہو جا
خود جذب ہو کے اُنہیں تو دیکھا انکی صورت نظارہ کرنے والے نظارہ ساز ہو جا
اے جنِ عشق پر وہاں بچھوڑی پھلتی جمود آ رہا ہے تو بھی آیا ز ہو جا
کوئں مکاح کی تجوہ میں جائینکی صندل خاموشیوں سے دل خطرت ساز ہو جا
جلوؤں کے دیکھنے کو حیرتِ نظر لیا،
اے جذبِ حیسِ رائیہ ساز ہو جا

حسن چارہ ساز

حسن کی کار سازیاں عشق کی سرفرازیاں
 عشق کی در دمن دریاں حسن کی چارہ سازیاں
 عشق کی بجائ نشاریاں حسن کی جائ نوازیاں
 زنگ نمود لاٹی ہیں دونوں کی بجائیاں
 موت ہے روح زندگی، زندگی جان موت ہے
 ایک ہی راز کی ہیں پہ دونوں کر شتمہ سازیاں
 آہ وہ بے شباتی دہر کی حشر زایاں
 محظیاں ہو گئیں حسن کی جسلوہ سازیاں
 چھپ کے ہوئے ہیں وہ عیاں آئینہ جمال ہیں
 حیرت عشق ہو گئیں حسن کی جائ نوازیاں

دل کی دُنیا کا عجب طور و فربینہ نکلا
 اس میں جو آکے بسا پھر وہ کبھی نہ نکلا
 تلزمِ حسنِ محبت کا سفیہ نہ نکلا
 اس میں جو دُدیا وہ انمول خزینہ نکلا
 کینہ در سینہ زمانے میں کیتھے نکلا
 ان کو کھو دا تو وہ لعنت کا دنبینہ نکلا
 ایسے انداز سے ذی الحج کا ہمیت نکلا
 دل کا ہز دڑہ میرا خاکِ مدینہ نکلا
 شانِ رحمت کیلئے کوئی گھنکا رہنیں
 گنجِ عصیاں میری بخشش کا خزینہ نکلا
 آرزوں صفت و نقابہ سے جو نمک کر بھی
 خون دل میرا وہیں بن کے پسینہ نکلا
 حیرتِ جلوہ فلک پر جو رہا پوچھوئیں شرب
 میرے پہلو میں وہی ماہِ شبینہ نکلا

اے برقِ تھلی جلووں سے یوں دل کو مرے رشون کرے
 ہر قڑو دل کو طور بنا ہر ذرے کو ایں کردے
 یہ کوچ نہیں یہ در نہ سی محرا ہی سہی جنگل ہی ہی
 تو ہاتھ سے اپنے قتل توکر پھر چاہے جہاں مدفن کرے
 دل صبر و سکون کا مسکن ہے آسودگیوں کی منزل ہے
 پرے سے نکل کر پھر اس کو اک برق زدہ خرمن کرے
 اُس در کی پیلے خاک بنائی جائے تینہ را وشمہ
 اے وحشت دل ہال شوق سے پھر اوارہ مجھے بن بن کرے
 اے ساقی جلوہ طراز مرے تو وسعتِ جلووں بیوں پیلا
 انکھوں سئے کی نہر حلاسا محل میر دامن کرے
 یہنے کے مرے سب تھموں کی اس تیرے نمکداں ہتھے قسم
 چکی میں کوئی ذرہ ذرہ سے یہنے کو مرے گلشن کرے
 دل جلوہ جن سے جیزال ہے کیا اسیں سمائے کیا لہرے
 اے کاش کوئی ان جلووں سے دل حیرت کا خزان کرے

مطلعِ الوار

میری نظروں میں کوئی جلوہ تھا جی بارہے
 سینہ جس کی روشنی سے مطلعِ الوار ہے
 دیکھنا وہ پا بہ لعشر کو نساہ بخوار ہے
 جس کی خاکِ زیر پا ہمیں مستے، شمار ہے
 عشقِ مولن عشقِ حامی عشق ہی دلدار ہے
 عشقِ میری زندگی ہے عشقِ جانِ زار ہے
 موت کیا ہے زندگی کی ہمدرم و غخوار ہے
 زندگی بھی جان سے جس کیلئے تیار ہے
 زندگی ہے بے بسی اور بے بسی ہے زندگی
 یعنی آسانی بھی میرے واسطے دشوار ہے
 چارہ گر کچھ غم نہیں ہے میں ہوں لِ زادِ االم
 پُرسکوں ہے جان جیسیں شوثریں زار ہے
 اب تو ہر عنوانِ حیرت حیرت عنوان ہے
 حیرتِ خاموش گویا حیرتِ گفتار ہے

حِصَّہ درد

کسی نے جامِ محبت پیا - پیا نہ پیا

) کسی نے درد کا حِصَّہ لیا - لیا نہ لیا

ہزار شوق سے تم پر مُسترنی فربان

ہمارے سوز کا سماں کیا - کیا نہ کیا

یہ چامہ زیبی تھاری تینیں مبارک ہو

ہمارا چاک گریاں سیا - سیا نہ سیا

خوشانی سب کے تم جبکے چارہ سوز ہوئے

ہمارے درد کا درماں کیا - کیا نہ کیا

تو مشق ناز سے پاماں کرد چراں ہو

اب اسکا کیا ہے کہ بحرت جیا - جیا نہ جیا

اظہارِ عشق

غالی جائے اُس نظر کا دار کیوں دیکھنے والے رہیں ہشیار کیوں
 عشق ہو تو عشق کا اظہار کیوں رائیگاں ہو یہ درِ شہزاد کیوں
 جوڑ ہے ان کا اذل کے روز سے گل کوتہنا چھوڑ دے اب خار کیوں
 ذرتے ذرتے میں وہی ہنے جلوہ گر مُفطر بہ طالبِ بیدار کیوں
 عشق تو انوارِ محسوسات ہے عشق میں ہوزندگی بیکار کیوں
 انکھوں انکھوں ہی میں توں راز و نیاز لب پا اے گفتگوے یار کیوں
 کیوں کھلیں اسرارِ حرمت وہ میں منکشت ہوں معنی اسرار کیوں

زینتِ عشق

زینتِ عشق ہے جذبات کا پیشال ہونا
 تنگی ظہر ہے اُنکوں کامیاب ہونا
 بس اسی خاک کو ہے گور غربیاں ہونا
 واسطے جس کے ہے خاک درجنال ہونا
 قیم آوارہ محار ہے تو ہونے دوائے
 یاں تو گھر ہی کو میسر ہے بیباں ہونا
 زہب دیدہ ہو اگر جلوہ پر نور کوئی
 دلکشی کیا ہو پھر اس آنکھ کا جیل ہونا
 چھاگٹی اُس رُخ انور کی خیا سے جیت
 ورنہ جیت کو مدیر نہیں حیراں ہونا

اچھا ہے

زندگی اچھی ہے جب اپنا خیال اچھا ہے
 ایسے بیمار کا بستر پر بھی حال اچھا ہے
 عشق میں لاکھِ میبیت ہو مال اچھا ہے
 ہجر اچھا ہے مجھے شوقِ مصال اچھا ہے
 فکرِ فردانہ غمِ حال نہ ماضی کا خیال
 سارے عالم سے ترا محو جمال اچھا ہے
 اک نظر تیری جو ہو جائے تو سُجان اللہ
 در ز جس حال میں تو رکھے وہ حال اچھا ہے
 فرطِ حیرت سے چمک آئھا میں آئینہ صفت
 اُس نے جب پوچھا کہ حیرت ترا حال اچھا ہے

پہ کردے یہیں ہو

(سامنے بیٹھے ہوں وہ اور مدعا پر دے بیس ہو
حاصلِ الغت یہی ہے اور کیا پر دے بیس ہو
حضرتِ دیوار اس طرف جلوہ نہ سا پر دے بیس ہو
نیز اجبلوہ اُس طرف لیکن ذرا پر دے بیس ہو
عاشقوں کی موت بھی ہے یاد کار حُسن و عشق
دیکھنے میں ہو فنا لیکن بغا پر دے بیس ہو
بندہ پر دہ رہے یہی راز و نیسا از من اشتقی
ہو جفا لیکن ذرا مشق جغا پر دے بیس پو
واہ رے ذوق طلب یوں ہنی تو کلمتا چاہیتے
انہاتِ الغتِ جہت نہ سا پر دے بیس ہو

اعلائی اونٹی

باتِ توجہ بہتے رہے وقتِ دل آڑا ہو کر
اور ناخشم ارمان نہ تمنا ہو کر
وہ نہیں اعلائے جو اعلائے بننے ہو کر
وہی اعلائے سے جواد نئے رہے اعلائے ہو کر
ابرِ رحمت! میری جانب بھی ذرا سا ہو کر
کر دے زندہ دل مردہ کو مسیحنا ہو کر
جائے حیرت ہے رہے دہڑیں رُسوا ہو کر
ایک عالم میں جو مشہور ہو تباہ ہو کر
کون کہتا ہے کہ رُسوائی و ناکامی ہے
کوئی دیکھے تو سہی حُن پرشیدا ہو کر

ہاں اُزادئی و حشت ہے میسٹر مجھ کو
تُسر آنے لگا اب گھر بھی تو صحراء کر
اک محنت کی نظر سے تری اے پیر مناں
غیر بھی اب تو نظر آتا ہے اپنا ہو کر
تو ہے وہ چاند کہ جس چاند سے اے صل علیٰ
طالبِ لوز ہے خورشید بھی ذرا ہو کر
آنکھ وہ آنکھ ہے جس آنکھ میں تو ہے پنهان
دل وہ دل ہے جو ہمیشہ رہے تیڑا ہو کر
کاشش ہو جائے مقدار میرا اتنا یا ور
سر ز آنچے ترے سجدہ سے جبیں ساہو کر
قیس آبادی میں کیوں جائے فرورت کیا ہے
اس کو صورا ہی نظر آتا ہے لیے اہو کر
بے نیاز می بھی توجیرت میں ہے ماشاء اللہ
وہ جو دریا کو لئے بیٹھا ہے قدرہ ہو کر

تَحْمِيلَةٌ

دل کی آگ

ہے کوئی جو برق جمال سے میرے دل میں آگ لگائے
جو بس ایک جبلوہ ناز سے میرے عقل و ہوش اڑا کے
مجھے امتیاز تو کچھ نہیں مگر اس صدما پہ نشاد ہوں
کراز کے دن جو سُنی بخی دھن مجھے پھر وہ نغمہ سننا کے
مجھے کوئی کس طرح سُن سکے مجھے کوئی سُن کے کریکا کیا
کہ وہ اک شکستہ صدما ہوں میں جون دل سے لب بھی آسکے
یہ نشان اپنا بتاؤں کیا میں وہی توکشہ یاں ہوں
کہ جو اپنی استی مٹا کے بھی ذیزانشان کہیں پا سکے
بُرھے کیوں نہ ہم تِ ضیطِ غم جو وہ شاہ حسن ہی یوں کے
کہ بس ایک چیرتِ زار ہے بہر بارِ غم جو انھا سکے

جیاتِ شباب

محے نگاہوں میں جذب کر لے مجھے جیاتِ شباب کر دے
 مرے جگر کو شراب کر دے مسرا کلیجہ کماب کر دے
 کسی نظریں ہو دین پہنال کسی نظریں ہو رنگِ دُنیا
 مجھے تو مطلوب وہ نظر ہے جو دین و دُنیا خراب کر دے
 جو تیرے بندے تو ان کی امت جو تو ہے مالک تو وہ بھی آتا
 اُنہی کے صدقے میں عاصیوں پر تو رحمت پلے حباب کر دے
 نہیں ترے میکدے میں کوئی جو مجھ سانا کام آرزو ہے
 طفیل اپنی نظر کا ساتھی مجھے بھی اب کامیاب کر دے
 وہی ہو جلوہ وہی ہو حیرت نہ ہوش باقی نہ بخودی ہو
 جو میں تھیر کا خواب دیکھوں تو مجھ کو حیرانِ خواب کر دے

قندہ پارسی

زہے اضطرابِ دلِ بیقرارے صحراشام بر گسیو رُخ نثارے
 مرادِ خالق چہ خوش رُونگاٹے دو عالم پُر حسن و جماش نثارے
 چہ فیاض ساتھی میکش نوازے پنجشیدنِ جام خود بیقرارے
 بیکر پڑے تو براپا تلاطم دلم خون شدہ دیدہ شدائشکبائے
 پائیدنگہے فتنا دم براہت بچشم تلطف ببیں خاکسارے
 منِ مروہ دل را بدہ آبِ عیال
 بہ حیرت بگر شاہ آئیہ داکے
 نہیں نہیں نہیں نہیں

پوربی بھاشا

ولوگ

کئیں رسلیں خروائے مونہن پیا تو رے کارن جو گنیا بنوں گی
 میں لکھرے تھاۓ کی جتو سے بالم ان اندھیا ری ان لوں کو شون کرو گئی
 میری زندگی اب تھاۓ ہی درشن میرے دل کی دنیا نہیں ہے رشتن
 بیوں گی سوتودی مرغی سوچھ پریوں ہی اپنا جیون کجارت کرو گئی
 سجن کھے سے تم جو بدیو اسد ہارو تو سندھیو اسن لوازننا ہمسارو
 تیری یاد من میں بھائے رکھو گئی تیر نام لینتے ہی لینتے مروں گی
 سجن تو رے دکھ پریں واڑونگی تن من سوامی تھا وہی دھن، یہ جو بن
 یہنی اپنا جیون جو ہو جائے پورن تو ہر ایک دکھ سے میں جگبیں وئی
 جو کسینے میں آکر دکھا جا و صورت تو حیرت پہ چھا جائے حیرت ہی حیرت
 جو آجاتے مرنے کی اپنے ہمورت تو پھر الپس امر نا میں نہت نہت مرو گئی

پرہیت کی جیت

پرہیت کی جگ بیں جیت رے بالم

پرہیت ہی سب کو میت

پرہیت ہی انگ بیں جیون جتی انگ ساگرہیتی انودھ موتی
 دُوب چاہیں میں روں لے سب کو دُوبے بناں نہیں مول تبارو
 پرہیت کی ایسی ریت رے بالم

پرہیت ہی سب کو میت

پریکم پایا پریکم سہارا پریکم بناں نہیں جگ بیں گزارا
 جگ دوکان پریکم ہے سودا جس میں ناہیں نہنگا ستا
 جس نے اپنے آپ کو بھیپ

اس کی جگ ماں جیت رے بالم

پرہیت ہی سب کو میت

پریم کی نیسا کھیون ہار اب تو لے چل پر لے پار
 پاپ کا ساگر مھابیں مارے
 ٹوٹی نیسا پھنسی منجھد ہارے
 تم سے گیاں آس لگی ہے جیت نہ ہو جائے ہار
 اب تو لے چل پر لے پار
 ساجن تھرے پریم پناں مورا جیون رہت دکھی
 توڑی موہنی مورتا جب ستھپی میں نوجیت جیت مری
 ساجن تھرے راؤپ انوکھا نینن یچ سایايو
 نینن کے دروازے ماسے ہرے آن بسايو
 ہرے ماسے روم روم میں اپنا زنگ جمایو
 پریم پیايو مدھ بھرو جائے لاگت مکھ اک بار
 سدھ بدھ سگری بسرو چیرت پخت اپرم پار
 پریم کی نیسا کھیون ہار
 اب تو لے چل پر لے پار

پریم ہوا میں بھیتی بھیتی
 پریم کی بتیاں میٹھی میٹھی
 دکھباہیں اب پچھے دکھوں گی ایک خبر بس دیکھو مروں گی
 جبنا چائے ز بیت رے بالم
 پریت ہی سب کو میت
 جگ بیں سب کو کام ہے اپنا مجھ کو تیز نام ہے جپنا
 سوپن ہی میں اب روپ دکھادو
 پاپ کلیسوں آکے مٹادو
 برصن گاؤں ز گیت رے بالم پریت ہی سب کو میت
 چیرت نینن رکت بہایو
 گم ستم پریم کا روگ لگایو
 اب یہ روگ ہے جیون اس کا تم ہواں کے وہ ہے تمہارا
 پریت کا انت پریت رے بالم
 پریت کی جگ میں جیت
 جیت

آن کی خبر پا آنے کی پائی چن چن کلیاں سیح سجائی
 آس درس کی ہرے بسائی چن چن کلیاں سیح سجائی
 سا بخ سویرے بغیا کو دھائی چن چن کلیاں سیح سجائی
 پھول چنبی بیلائیں لائی چن چن کلیاں سیح سجائی
 سوہنی مورت موہنی مورت بانگی چتلن نین رکیے
 جن نے دلکھی ہرے بسائی چن چن کلیاں سیح سجائی
 پریم پایے راج دلارے نینوں کے نالے جب سے پڑھاے
 پریم کی بنی جگ بیں بجائی چن چن کلیاں سیح سجائی
 شام مراری کرشن بہاری تن من دصن سب تو په والی
 دل کی متھرا آن بسائی چن چن کلیاں سیح سجائی
 گول پاشی مرلی بجا جا پاپ کلیشا آ کے مٹا جا
 بھارت توری دیت دوہائی چن چن کلیاں سیح سجائی
 نیرب والے احمد پایے دو جگ کے تم تارن ہاۓ
 امتا کی بنا بنور یچ آئی چن چن کلیاں سیح سجائی
 آؤ رے بالم نین میں رکھوں نین سے ہرے یچ آتاوں
 بچہ بن موہنے نیند نہ آئی چن چن کلیاں سیح سجائی
 دلکھوری سکھیو بھاگ یہ موئے کیسے پیا کی ناری بنی ہوں
 چن کی حیرت من پر چھائی چن چن کلیاں سیح سجائی

عکس حیرت

حضرت فقیر حیرت وارثیؒ

حق

نذر

رہزادان جادۂ فنا
فسد ایاں منزِل بقا
سالکان باصدق و صفا

فیض کے بامکمکیں وارثی کے نام نامی

تے مشرف ہوتا ہوئا استند عائے قبولیت
کی بھیک کا متنقی

جیت زدہ ازلی
فیض حیرت شاہ دارثی

عرضِ حال

محبان والا قدر

اپنی بے ربط زندگی
زمین دامان کی بے پناہ و سخنوں میں سرگردان
نورت کی ظاہری اور باطنی آئینہ دار یوں کی چلتی پھرتی
ایک صورت چران - خود بھی چران
اور زمانے بھر کی چیرائیوں کا سامان
اور اپ صاحبان کا فرمان
بھلا کیاں جیت چران — کیاں طباعت و اشاعت کی
پابندی گران — مگر یعنی — یعنی
سے بار کے زندہ کیا لونے مری چاں مجھ کو
آنٹھے دے گا زبھی یہ نزا احصال مجھ کو

کیونکہ بقول حافظ
سے اور پایاں عکس رفع یار دیدہ ایم
اسے بے بخراز لذتِ شرُبِ ندامِ ما

پاسِ مالکِ کوئین اور فائقِ برحق کی جیتنی رحمت کاملہ کا جیت
نشان کر شہشتے۔ کر کسی نہ کسی اور کسی نہ کسی روپ میں وہ ذات
بیخط کل منصفہ شہود میں جلوہ افزود ہو کر کائنات کی تکین کا
موجب ہوتی رہی۔

تو اس بر خود غلط - کجھو اور مسموم صدی بین حضور
خیر الوارثین - امام الاولیاء - برہان الالقیاء قبلہ
 زبان و اہل زبان حضرت سیدنا وارث عالم پناہ
 باب اللہ شریف کی ذات اقدس نے الجہنستان سہی کو منور فریا
 اور کائنات کا ذرہ ذرہ پکار آنحضرت

بہر نیگیکے خواہی جامہ سے پوش
 من اندانہ قدت رائے شناسم

حضور خانہ رسالت کے حشمت و چرانی و روح روان و جانشین
 بلا فصل سرکار مولائے کائنات حضرت شیر خدا علی کرم اللہ وجہ تھے
 جبکی تو اس انوکھی شان سے جلوہ فراٹے دہر فانی ہو کر یہ لقو شیش
 لانا فی چھوڑے کہ ہر نہ سہب و ملت - مشرقی و مغربی کہ ہائے زین کے
 لئے شمار و بے انتہا اڑاؤنے آپ کی عظمت و ولایت کا دنکار بجا یا۔
 آپ کی زندگی کے ایک سادے سے پہلو۔ منزل تسلیم و رضاہی
 کو بیا جائے۔ ہاں بیس اتنے اہم مسئلہ کو سادہ ہی کہوں گا۔ کہیں نہ حضور
 نے خود بزبان فیض ترجمان ارشاد فریا ہے کہ
 تسلیم و رضا کا مرتبہ بی بی فاطمہ نے اپنے بابا جان سے پایا
 اور جستین علیہم السلام کی وساطت سے جس تدریج کلا حصہ
 ہے وہ اس کو مانتا ہے

(جیات وارث)

مکر فریا۔

ہمارا مشرب عشق ہے جس میں استظام حرام - اور
 رضاۓ شاہزادی کے آگے سرتسلیم خم کرنا فرض عین سے
 یعنی اس کی اصیلیت کو اس طرح واضح فرمایا۔ کہ یہ زندگی کا کوئی تھوڑی
 مرحلہ ہی نہ تھا۔ اور اس کے لوازات کو ہر پہلو سے اس طرح سے فائم رکھا جو جیکی
 ذکر نہ نکر بمصداق۔

مشلاً اگر بعثت سرور انبیاء سرکار آقا سے دو عالم مسلم سے
 قبل انبیاء علیہم السلام نے مختلف ممالک میں شناخت شانوں کیسا تھا
 نزول اجلال فرما ہو کر شان طلبیں کلیم و دحائی۔ حضرت واو علیہ السلام
 کی بشری سے صوت سریدی کی ہر جگائی تو درسرے بعد کے دو دیس
 "حالانکہ اسم اقدس بنوت کا الفقیح کلمی ہوا"

لگر کارناہ ہائے بنوت بُری شان و شوکت سے جاری و ساری
 رہے۔ بالخصوص حضرت سرکار سید الشهداء۔ شیر کر بلا حضرت
 امام جیبن علیہ المصلوحة وسلام۔

حَسِيْئَتِ سَيِّدِنَا سَعِدِيْنَ اِيمَانِيْ
 شَيْفِيْنَ اَخْلَقِيْنَ فِيْ يَوْمِ الْقِيَامِيْ
 رَسِيْلِيْنَ جَدَّةَ خَيْرِ الْأَنَامِيْ
 خَلِيْرَ يَا صَنِيَا بَلْغَ سَلَامِيْ

کی ذات گرامی نے تو وہ ازالی کر شئے بکھیرے بو حقیقتاً آپ ہی کا
 ایروڈی حصہ تھا۔ بقول پیشوائی و دستیگری حضرت لسان الطریق
 قبلہ بیہم شاہ ناصب وارثی علیہ الرحمۃ سے

ان شہیدیاں وفا کی داستان سمجھے گا کون
 تطہر تطہر جن کے خون کا تلزم صدر راز تھا

اور ما بعد حضرات غوث الشقین میاں محی الدین رحمۃ اللہ علیہ
 سرکار والی ہند۔ عطاۓ رسول مسلم۔ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ
 اور سرکار ان ما بعد در طول و عرض ملک ہند وستان عراق و عجم
 نے کوئی رسم ایکنونی بجا یا۔ بقول حضور قبلہ و کعبہ سے

ہر اک زرے میں ہے اپنی انا اللہ کی صداساقی
 عجب میکش تھے جنکی فاک میں بھی بیوشن ہستی ہے۔
 (صحف بیہم)

الرَّهْمَانِ سُرْفُرُ الْقَدْبَ عَنِ الْعَذَابِ
جمله حاویات و عوارض زندگی کو کاہشہ ناز محبوبی جانا اور کسی
حالت بیس بھی آپ کی زبان مبارک حرف شکایت سے آشنا نہ ہوئی۔

ع :- ایں کاراڑ تو آید مردان چین لشند
یہ آنحضرت کے نیفان کا ایک ادنی ساکر شند ہے۔ کہ مجھے ایسا
ذرہ بے مقدار آفتاب و هناتاب کے لئے۔ سماں رشک بنا اور محبت
کی نے دیرینہ سال نے مجھے بھی بیخیزی اور جیعت کے جام پر جام پلار
بادہ گا ران بزم حقیقت میں شامل کر لیا۔

عاشق کی معراجی حیات اس کا منہنائے مقصود اور اس کی سعادت
عظیم ہے۔ کہ وہ اپنے حبوب کی ہرا دا پر مٹ جائے۔ اس کے
نقش کعب پا پر سجدہ ہائے نیاز نتاے۔ اس کے قبسم زیر بھی پرہنڑ
جایش بھی ہوں تو فدا کرے۔ اس کے غمزہ جاں نواز پر بوٹ لوٹ
جائے۔ اس کے عشوہ دلفربیب پر پروانہ وار شار ہو کر گہر مقصود
حقیقی پائے۔

یوں مجھے کہ وجہ ایک سمندر کی شال رکھتا ہے۔ جو
ہمیشہ موج ہوتا ہے۔ اپل چاں بین سے کسی نے بھی اس سمندر
سے موج کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ مگر دیکھنے والے دیکھے ہی سیستے بین
کہ اس کے باطن سے ایک موج آئھی۔ اور تمام سطح سمندر اس میں
چھپ گئی۔ انسان کی زندگی کا مقصد حقیقی بھی ہی ہوتا ہے۔ کہ وہ
اپنی ہستی کو اس ہستی لافانی میں ختم کر دے۔ اور بھی عینِ حقیقت
ہے۔

اب میں کیسے کہہ سکوں۔ کہ کسی کی مست لگاہ نے مجھے وہ
سرستی ازل عطا کی ہے۔ کہ بین جبرت کی تجلیوں میں کھو کر رہ
گیا۔

ترے خیالِ رُفت نے سب سے ہمیں چڑا دیا
گرچہ پھنسے ہیں دام میں۔ دل کو گمراخ ہے
(رخواجہ میر درد)

مجھے ذرہ ذرہ میں حن کی تجلیاں رقصان آتے لگیں۔ درختوں
کا پتہ بہتے اور ہنہیں ہنہیں چنگاں و رباب بن گئی۔ اور کسی کی ننمہ نوازیوں
نے مجھے سرتاہ قدم متغیر کر کے رکھ دیا۔ چنانچہ اب میں اپنے وجہ ناہیں
کو اپنا ایک دوسرا وجود متصور نہیں کر رہا۔ الحمد للہ کہ دونی
کے پر زمے آہستہ آہستہ گھٹے۔ نفسِ ملہمہ نے مجھ پر اب وہ راز ہائے
در دن پر دہ کھول دئے ہیں۔ جس کے تجسس میں میں تے صحرائے عشق
کی بادیہ پہنی میں عمر کا ایک حصہ ہوت کر دیا ہے۔
حضور آقا نو مولانا کا ارشاد گرامی ہے کہ :-

اگر مشوقِ کامل اور نسبِ حاوق ہو۔ تو ہر
ذرے میں حبیب کی دیہ لفیب ہو سکتی ہے۔

یہی فرمان میرے لئے مشعلِ راہِ حقیقت ہو گیا۔ اور اسی میں
مری منزل زندگی طے ہو رہی ہے۔
نیز فرمان دگرنے کہ :-

مرے یہاں مجتہی مجتہ ہے۔

مری زندگی میں ایک ایسا خوشگوار انقلاب بزرگ کیا ہے۔ کہ
میں غیر معلوم طور پر اپنے اپ کو ہمیشہ مجتہ کی پر ٹھلوسِ مفہوم
کم پاتا ہوں۔

دل جز رہ عشق تو پوچھ بہر گز
جز مجتہ درد تو بخوبی بہر گز
صحرائے دلم غشق تو شورستان کرد
تاہر کے دراں زد بہر گز

ہاں یہ تمام کچھ اپنی کی جادو بھری آنکھوں کا اعجاز ہے۔ اپنی
کی واہمانہ کرشنہ سازی مجتہ کا کر شہم ہے۔ اور اپنی کی یہ سپاہ
حقیقوں کا فیندان ہے۔ میرا کلام تمام تر میرے ذاتی جذبات
و حقیقی واردات کا مرتفع ہے۔ درستہ

ر ابو سعید الداہجی

دیانے پے حس خیال باطل۔ زبان میری نہ نطق میر
کسی کی حیرت کے ہیں کر شے جو ہے موثر کلام میرا
اور کبھی نہ ہو

اب تو ہر فنون حیرت۔ حیرت عنوان ہے
حیرتِ خاموش۔ گویا حیرتِ گفتار ہے
لنقشِ حیرت)

مجت جب اپنی آخری منازل کی طرف رجوع پذیر ہوتی ہے تو
جزوں یا جذب کا درجہ اغیانہ کر لیتی ہے۔ اس وقت فراق و وصل
کا امتیاز اٹھ جاتا ہے۔ پشمکوں سے واسطہ تک ہنس رہتا۔ لبِ بام
کسی کو جلوہ افزود دیکھنے کا نیمال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس وقت
معشق کا وجود عاشق کے وجود میں فرم ہو جاتا ہے۔ اور عشق
کی روح عاشق کے جسم میں حلیل کر آتی ہے۔ حالانکہ

سے عرویں فطرت ہے چمپے بیٹھی ہزار پر دوں میں مہمچپا کر
ہر ایکیں سینہ میں آرزوئے وصال کی اک فلاں بس کر
(صائب عاصی)

مگر عاشق کی اور صرف عاشق کی نکاؤ پر وہ دران مجابت
کے بعد دوں کو آٹھا کے چھوڑتی ہے۔

چنانچہ میرے اشعار میں بھی انہیں عاشق کو تجلیاں نظر
آئیں۔ جن کے سینے شب کو بیدار آنکھیں دن کو آنکھاں اوار
رہیں۔

منزلِ عشقت مکانے دیگر است
مرد ایں رہ نا نشانے دیگر است

محب مخلص بختاب قباد مجید صاحب سالک و عزیزان
والا قدر سید نذر ترمذی الوارثی و صائب عاصی صاحب
اول

جناب عبد الرحمن صاحب شرق مدیر "عارف" کی
مناوتوں کے لئے فیقر دعا گو ہے

اپ بھی

از راء کرم نعزالوں و خایموں کو عفو فرمائیں
والسلام

خیراندیش

فیقر حیرت شاہ وارثی

اور آندر میں اپنے بزرگ طریقت و غم حقیقت حضرت
قباد سید آفقر موسیٰ وارثی۔ جن کے بیهان خصوصی نے
فیقر کو سوچلہ دلایا۔ کہ اس ربیب دیاں بن کو طین کراں کوں۔

گنبدِ خضراء کے نیچے

سلامِ خضوی

(مدینیتہ عالیہ میں لکھا گیا۔ اور حرم توبی
صلعم میں روزانہ پڑھا گیا)

١٩٤٠

اے سرو بہ وو عالم شاہ اسلام لیجے

لر لر لر لر لر لر لر
لر لر لر لر لر لر لر
لر لر لر لر لر لر لر

اے سرورِ دو عالم شاہِ اسلام لیجے
 اے ہادیِ مظلوم آقا اسلام لیجے
 اے رحمتِ محبّتم مولا اسلام لیجے
 ہاں اے کریم و اکرم داتا اسلام لیجے
 حاضر ہیں در پر بندے انکا اسلام لیجے
 ناکارہ خادموں کا آقا اسلام لیجے
 دل سے زبان سے جان سے صدمہ اسلام لیجے
 ہم کیا کہیں کہ شاہِ اکیسا اسلام لیجے
 ہم بلے لبوں کے آقا جیسا اسلام لیجے
 دُکھے ہوئے دلوں کا دُکھیسا اسلام لیجے

کیوں کر کہیں ہم آقا ہم آپکی ہیں امت
 دل آپ پر ہو قربان ایسی کہانی کے قیمت
 جوئے ہوئے ہیں راہیں بگڑی ہوئی ہے جا
 یکن اب آپ ہیں امیدوارِ رحمت
 ان اپنے عاصیوں کا مولا اسلام لیجے
 محرومیوں کی آقا اب اتنا نہیں ہے
 کس کو سنائیں بتا کچھ سوچتا نہیں ہے
 اتنی مصیتوں کا اب حوصلہ نہیں ہے
 بزر آپ کے ہمارا کچھ آسرانہیں ہے
 مشکل کشانی کیجے ایسا اسلام لیجے

حد سے گذر رہی ہے آقا ہماری پستی
 احسان مرٹ ہیں رندی ہے اور نہستی
 اب موت زندگی ہے غفلت ہے، اپنی ہستی
 دیران ہو رہی ہے باد دل کی بستی
 اپنے میٹھوں کا مولا سلام یجھے

لطخے کی سر زمین کی تقدیر کا تصدق
 بو شکر کی عمر کی تو قیر کا تصدق
 عثمان کی علی کی تنور کا تصدق
 ہاں اہل بیت کی پھر تھیں کا تصدق
 امرت کی لاج رکھئے مولا سلام یجھے

حسنین کا تصدق غوث الورا کا صدقہ
 خواجہ معین دین کے دست رسما کا صدقہ
 حضرت نظام دین کی شان سخا کا صدقہ
 صابر علیہ الرحمۃ نور ہمیں کا صدقہ
 دارثا کا صدقہ دیجے مولا سلام یجھے
 دل طالبِ کرم ہے غربت میں یا محمد
 جیران ہو رہا ہے فرقہ میں یا محمد
 کیا دیر ہے نگاہِ رحمت میں یا محمد
 یحیت رہیگا کب تک یحیت میں یا محمد
 یحیت زدہ کا اپنے مولا سلام یجھے

سلام دو کم

مدینہ طیبہ میں ۱۹۴۱ء میں لکھا
گیا۔ اور دربار سرکار دو عالم صلح میں
پڑھا گیا۔

السلام اے نور حق اے رحمۃ اللعلیین

۱۳۱

السلام اے نور حق اے رحمۃ اللعلیین
اے پناہ بے پناہ وے شفیع المذنبین
السلام اے نور عالم نور رب المعلمین
آپ کی ذات مقدس روئے قدرت کی حبیبین
السلام اے آفتاب گنبدِ خضرائشین
آپ کے قدموں سے ہے افلک سے بالازمین
اللہ اللہ اے فروعِ ثیرب و ارضِ ججاز
ہو گیا فرش زمین ہم صورتِ عرش بزین
یہ زمانے کی بلند ولپت سے بالا رہے
ہر طرح محفوظ ہیں کونین میں اسکے لکھیں
ہم گدا یاں ازل بھی آئے ہیں در پر حضور
بستلائے رنج و غم ہیں عاجز و اندوہیں
بکسی بھی اب تو ہم پر خون روئی ہے حضور
مرمٹوں کو آپ کے جائے اماں ملتی نہیں

ہم وہی ہیں جنکو قرآن نے کہا خیر الامم
لیکن اب ہم میں بحثت کی کوئی خوب نہیں
آپ کے صدقے میں سچلتے پھولتے ہیں غیر بھی
اب مگر اپنوں کی کچھ شناختی کیوں ہوتی نہیں
ہم بھلے ہیں یا بڑے جیسے بھی ہیں ہیں آپ کے
اپنے درستے اب ہمیں غالی نہ بھجوائیں کہیں
بھولے بھٹکوں پر نظر ہو پھر وہی حیرت لواز
چھوٹ جائیں دھر کی جیرا بیوں سے یہ حزیں
پھر یہ دنیا کیلئے آئینہ حیتلہ بنیں
پھر تحریر بننے کے چھٹے دھر پر دین میں

مددح

حضرت بلاں رضی اللہ تعالیٰ

زادائے حسن محمد بلاں کیا کہنا
یہ صدقے آپ کے اے باکمال کیا کہنا
ہیں بے مثال جہاں بیں جو سرورِ عالم
تھسا را عشق بھی ہے بے مثال کیا کہنا
ملائحتوں نے تری کر دیا جہاں روش
ازل سے لا یادِ حسن و جمال کیا کہنا
تری غلامی پہ آزاد یاں ہزار نثار
میبنتوں میں رہا مستِ حال کیا کہنا
نام عمر جو حیساں تری اذال سے رہا
دہی تھا حیت سرِ مستِ خیال کیا کہنا

مَدْحُ

حضرت سرکار صابر پاک علیہ الرحمۃ

دکھادے یا الٰی روئے پُر انوار صابر کا
 کہ دیدارِ علیٰ ہے اصل میں دیدار صابر کا
 جو آیا جھولیساں بھر کر گیا نا دار صابر کا
 عجب دربارِ گوہر بار ہے دربار صابر کا
 لگا ہے جس کے اک تیرِ جگر انگار صابر کا
 وہی دینیگے تو پائے گا شفابیں ار صابر کا
 میں قلب الدین کے نے خاکی تلپھٹ ہی پی لوئا
 فرید الدین کا صدقہ رہوں سرشار صابر کا
 نہاروں جنتیں میں خاکِ کلیس پر فرد اکروں

غوث الاعظم قطبِ عالم جان جان اولیا
 نورِ قلبِ اولیا روحِ روان اولیا
 آپ کا اسم مبارک حرزِ جان اولیا
 آپ کا ہر نقش پا ہے اک نشان اولیا
 آپ کے انوار سے بُغدادِ ہی جنت نہیں
 سارا عالم ہو رہا ہے بوستان اولیا
 لائف ارشاد نے ایسے اٹھائے ہیں جواب
 ذرہ ذرہ کہہ رہا ہے داستان اولیاء
 اے دو عالم کے اجلے اس طرف بھی اک نظر
 پُر فیبا ہے آپ سے ہر استان اولیا
 میری مشکل بھی ہو آسائ اے علیٰ کے لاٹے
 سب مرادیں پا رہے ہیں ماہشقاں اولیا
 روئے انور کی جملک نے جس کو جیسا کریا
 آپ کا حیثت ہے گردِ کاروان اولیا

کہ راہِ خلد ہے مجھ کو روپ پر خار صابر کا
وہ جنت کی شرابوں کی طلب رکھتا نہیں ہگز
بچپنی کر ایک بزرگ ہو چکا سرشار صابر کا
معین الدین کا صدقہ مجھے کچھ بھیک مل جائے
کہ میں بھی ایک ہوں ادھلے سگ برباد صابر کا
مجھے دونوں جہاں کی اُجھنیں اُبھا نہیں سکتیں
میرے دل میں بسہے گیسوئے خمداد صابر کا
پھی طوقِ غلامی حشر میں مجھ کو بچا لے گا
مجھے کیا ڈر ہے میں ہوں غاشیہ بردار صابر کا
اُسے تاریکی مرقد کا ڈر اور خوفِ خشر کیا
کہ حیثیت ہے ازل سے آئندہ بردار صابر کا

نورِ خالق کا درخشاں ہے ستارا انسان
لازِ قدرت کا ازل سے ہے سہارا انسان
سو زیرِ فطرت کو نہایا کر لے مجبت ہو کر
بلوہ حق بھی پکارے مرا پیارا انسان

اپنی صورت پر تجھے حق نے کیا تھا پیدا
تو وہ ہے جس کو ملائیک نے کیا تھا سجدہ
اپنی لپتی کی ضلالت کا تو احساس تو کر
حق کا بندہ نہ ہٹوا ہو گیا زر کا بستدا

پیش قدرات که دشمنان را عورت
 پیش کار خطا همراه میگال به عورت
 آن فکر که بول و نایل سین یافر
 پیشی دیپوت خدا را بیخ میگوید



حٰنٰ

دل خراب

کرنے والے متور جو بے تقاب کیا تو افتات قیامت کو لا جواب کیا
 تیری نگاہ نے دل کا جوان تقاب کیا کرم کیا کام مجھے خانماں خراب کیا
 نہار شکر کے سحلے کئے وہی دل نے کہیں اس نے ہمیں مورد عنکاب کیا
 جو کوئی غیر بھی ہوتا تو میں سخن حاتا یہاں تو اپنے ہی دل نے مجھے خراب کیا
 جبھی بنائے وہ آئینہ تیری حیرت کا
 خرابِ حال کو تونے جو کامیاب کیا

مری اب دندگی کو مٹھو کریں کھانا نہیں آتا
 وہ مجبورِ تمنا ہوں کہ مر جانا نہیں آتا
 نہ ساری بزمیں آکر مجھے جانا نہیں آتا
 حواسِ دہوش کھو کر دل کو سمجھانا نہیں آتا
 یہ دنیا اپنی دنیا ہے تمیں تو اس کے مالک ہیں
 کسی بیگانے گھر میں کوئی بیگانا نہیں آتا
 ترے مستوں کو ساتی شورِ محشر کیا انھائیں گا
 یہ دہ ہیں جن کو پی کر ہوش میں آنا نہیں آتا
 ہزاروں باریں جاتی ہیں چیزیں سینکڑوں کھو کر
 میں وہ کھو یا ہوں مجھ کو آپ میں آنا نہیں آتا
 ازل سے ہوں اپدتنک ہوں فنا کیسی تقاضی
 مجھے آنا نہیں آتا۔ مجھے جانا نہیں آتا
 تری چرانیوں میں قصہ کوتہ ختم ہو جاؤں
 مری یحیرت کو کوئی اور افسانا نہیں آتا

ذرا بیمیرے دل کا مجھے راز دینا
 اسی ساز میں اپنی آواز دینا
 مجھے زندگی کا سری راز دینا
 وہی پہلی نظر دل کا اعجاز دینا
 نئی ایک نعمتوں کی دنیا بساوں
 مجھے سوز دینا انہیں ساز دینا
 کبھی جوازل میں سُنائی تھی پہلے
 محنت بھری پھروہ آواز دینا
 جوہے شارخ سدرہ مرا آشیانہ
 تو پروازِ شاہین دشہ باز دینا
 غصب ہے پھنسا کر کسی کوفس میں
 پھر اس کو تینائے پرواز دینا
 زمانے کی جیرت کو چرکانے والا
 وہی آئندہ آئندہ ساز دینا

کیوں سینہ میں پہنچا نہ ہو آزار تھا را
 اچھا ہے اسی سے تو یہ بیمار تھا را
 ہے غم میں ہی مسرور یہ غم خوار تھا را
 سوتا ہی نہیں قبر میں بیدار تھا را
 آیا ہے ازل ہی سے جو ہٹھیار تھا را

 دیوانے کو گزرے ہرے افسانے سے اب کیا
 بستی سے غرض کیا مجھے دیرانے سے اب کیا
 کعبہ سے غرض کیا مجھے تجنانے سے اب کیا
 میں سب سے الگ ہوں مجھے اللہ جانیے اب کیا
 کافر میں تھا را ہوں تو دیندار تھا را

عاجز ہوئے سب اویں توحید ان المبا
کہتے ہیں کہ ہو گا نہ کبھی اب تو وہ اچھا
جز آپ کے درکے ہے کہاں اس کاٹھ کانا
ہو جائے بس اک چشم کرم آپ کی شاہا!

اب جلے کہاں اٹھ کے یہ بھیا تھہارا
ستی بھری آنکھوں سے ہٹوا ایسا وہ بیٹھ
پھرتا ہے دیا ہے ہوئے میخانہ در آغوش
وہ بیتے جی رہتا ہے زمانے میں کفن پوش
بے لاگ ہٹوا جاتا ہے عالم سے وہ بے دوش
ہے چرتی حیران جو سریش ارتھہارا

حدبِ حسن

میں اپنی بے بی کو اُن پر قرباں کر کے چھوڑو نگا
یہ اپنے درد کا میں اب تواریاں کر کے چھوڑو نگا
یہی گروشی وحدت ہے تو اک دن دیکھیں گی دنیا
میں اپنی خانہ دیرانی کا سامان کر کے چھوڑو نگا
میں اُنکے حن میں خود جذب ہو جاؤ نگاہ مٹ ہٹ کر
میں حن وشق کے جلووں کو بکیاں کر کے چھوڑو نگا
اگر یونہی رہی دستِ جنون کی چیزہ سامانی
تو سترابر گجاں کو گریاں کر کے چھوڑو نگا
اُنہیں فرد ہے کہ حیرت کا تماشہ ہم بھی دیکھیں گے
اگر ابیا ہے میں بھی اُنکو حیراں کر کے چھوڑو نگا

جان بے بی

بے بی کی جان ہے لطف کر بیانا ترا

ایک دم میں ہو گیا ہمار غم اچھا ترا

دل میں ہے جلوہ فگن بیوں ہم چنانہ ترا

ہے یہی روزِ اذل سے جیسے گھوارا ترا

تیر سے اپنے دل میں پناہ ہے اگر جذبہ با ترا

ذرہ ذرہ عالمِ امکاں کا ہے شیدا ترا

اے مری جاں تو ہی تو ہے زندگی کی آرزو

آرزو کی زندگی ہے جانِ جاں جسلوا ترا

دھنیاں پر لکھی بیہاں انکھوں کے پر پڑے کچھ دھاں
 سچ رہا ہے کس طرح سے دامنِ صحراء ترا
 سرزینِ دل میں دلوں ایک ہو کر مل گئے
 درد کا دریا ہمسرا اور حسن کا دریا ترا
 کیوں نہ ٹھنڈا ہو کہ اس کوتا بِ استنباتی نہیں
 انتابِ خشنودی دیکھ کر چھسدا ترا
 بیس تری قدرت کے صدقے اس سماں کے شار
 کتنی حیرت ہے کہ دل ہے آئینہ خانا ترا



آباد بے سر سامانی

۱۳۸

دل خوشی میں بھی بہر نگ پر لشیان رہا
 مغرب یہ آبادی میں بھی بے سر سامان رہا
 اُن کے آنے سے یہ گھر رہتا تھا زنگِ جنت
 مغرب یہ اب گھر نہ رہا ابڑا بیساکن رہا
 اب وہ آتے بھی نہیں دل سے وہ جاتے بھی نہیں
 گھر بیس رونت بھی رہی پھر بھی یہ دیران رہا
 دم میں دم کیا رہے جب تو مجھے دم دے کے گیا
 جان کیا جان رہی تو ہی جو انخبان رہا
 حیثیتِ دید کا حیران رہا جس کیلئے دل
 روئے روشن کا اسی کے مجھے ارمان رہا

گیسو و عارض

۱۳۹

آپ کا حسن اور میری تھنا فداہ میں چہرا و قظرے میں دریا
 شادی و ماتم نغمہ و نوحہ حرکتیں دو ہیں ایکی جذبا
 آپ جذبا ہیں میں الگ ہوں آئینہ میں ہوں آپ ہیں جلوا
 گیسوے پر خم عارض پر نم ہستی عالم دونوں کا نقش
 آپکے ہاتھوں مرنانہ کبوں ہو آپکے ہاتھوں مرنانہ ہے جہینا
 روئے متور حریتِ عالم
 اور وہ نگاہیں آئینہ خانا

میری داستان

انتخابِ جمال نے مارا چلوہ خالِ خال نے مارا
 رحمتِ بے مثال تے مارا دولتِ لازوال تے مارا
 مجھ کو اپنے ہی خالِ دل کی قسم مجھ کو اپنے ہی خال نے مارا
 میئی باطل سے لے یا دل کو ایک شیرین مقابل نے مارا
 بے کمالی میری کمال ہوتی مجھ کو ایسے کمال نے مارا
 لوگ مرتے ہیں ہجر کر کے مجھ کو ان کے صال نے مارا
 پھنس کے جرایوں میں خود حیرت
 مجھ کو اپنے خیال نے مارا

مغضطہ کے میں جان ہے گویا فامشی میں زبان ہے گویا
 دیکھیں قتل میں کون بُرختا ہے میں توں دا اک جہان ہے گویا
 ڈدہ ذرہ ہے غیرتِ نور شید یہ زمیں آسمان ہے گویا
 کھلنا پھولوں کا اور مرجانا یہ میری داستان ہے گویا
 ہاتھ کانوں پسند کے دھرتے ہیں بانگِ عاشقِ اذان ہے گویا
 خاشی میری عرضِ خال ہوئی بے زبانی زبان ہے گویا
 شعرِ حریت فرازے عالم میں
 سب کا ان میں بیان ہے گویا

پھر شیپی لگا ہوں کا اک دار کیا ہوتا
 پھر جیتا مجھے دم بھر دشوار کیا ہوتا
 ہاں طور نہیں یونہی دیدار دیا ہوتا
 ہر ذرہ بینا کو بیدار کیا ہوتا
 شعلے ہی بھڑک اٹھتے میں سوز سے جل جانا
 سینہ مرا صدر شک گلزار کیا ہوتا
 کن سینہ فکاروں کا جمگھٹ تے در پر
 دلچسپ تمادہ نخا دیدار کیا ہوتا
 چیران نہنا کو سرشار بنا دیتے
 جیرت زدہ عاشق کو بیدار کیا ہوتا

محمس نعمتیہ

مسری جان پُر غشم فدائے محمد
 مسری آنکھ نجولقائے محمد
 زمیں آسمان ہیں براۓ محمد
 جو عرشِ مطیعہ ہے ہائے محمد
 مسرا دل بھی ہے خاکِ پائے محمد

عجب شانِ قدرت عجب ہیں کرشے
کوئی ان کو دیکھے تو کس طرح دیکھے
ہوئے جمع کیجا سختے دونور ایسے
نظر آئے ان میں جو اپنے ہی جلوے
تو غالق کو بھائی اداۓ محمد
دل بے نواہتے چہانِ محبت
ہے محبوب بھی کون؟ فخر رسالت
اہلی بیس اتنی رہے مجھ پر رحمت
وہ روئے منور ہو اور میری یجرت
رہوں تا قیامت فداۓ محمد



یہ چادر رسول خُدا کی ہے چادر
یہ فضل و کرم کی عملہ کی ہے چادر
یہ مولا علیٰ کی ولاد کی ہے چادر
یہ دوجگ کے شکل کشا کی ہے چادر
اسے سیدہ فاطمہؓ نے بھی ادڑھا
حقیقت میں نور خُدا کی ہے چادر
حسینؑ ابن حیدرؑ کے خون میں رنگی ہے
مصیبت کی کرب و بلا کی ہے چادر
غلاموں کے ذکھ درد سب دھانپ لیکی
یہ سرکار غوثُ الورا کی ہے چادر

اُمّھوٰ حشیتو اس کو سر پر اٹھاؤ
 یہ نواجہ میں کی رضا کی ہے چادر
 میرے سر پر صابر کا سایہ رہے گا
 جو سر پر میرے پیشوں کی ہے چادر
 میرا تلمیزتی نہ بکھرا نہ بکھرے
 کہ سر پر نظام الہدا کی ہے چادر
 یہی دامن پختن ہے یہی تو
 میرے دارث دوسرا کی ہے چادر
 ہناں اس میں جلوے ہیں کونیں کے سب
 میرے بیدم خوش ادا کی ہے چادر
 یہ چادر کی چادر ہے حرمت کی حرمت
 کہ اس نورِ حرمت نما کی ہے چادر

داعِ تمنا

دل میں جو رہتے ہتھے اُبید کی دُنیا ہو کر
 وہ پلے جاتے ہیں کیوں داعِ تمنا ہو کر
 میرا گھر گھر نہیں تم بن یہ سبیہ غانہ ہے
 اب سبیہ غانہ میں آ جاؤ اُجھا لا ہو کر
 خود بتا دیجئے یہ دن کس کے سہارے پکڑیں
 آپ جب چڑھ گئے دل کا سہارا ہو کر
 کشتی عمری غم کے ہے طوفان میں گھری
 یک پیخ لو اب اسے دریا کا کنٹارا ہو کر
 ہوش اڑے جاتے میں فوت میں بزیگِ حرمت
 دل کو آئیںہ بنا بر قِ تحلیہ ہو کر

رازِ حسن

نورا زِ حسن کو عالم میں بنے نقاب نہ کر
 اور آبروئے مجرت کو جوٹے آب نہ کر
 نہ کر تو زندگی یوں وقفِ اضطراب نہ کر
 تو اپنی موجِ تجیل کو موجِ آب نہ کر
 خرابِ حال کو اب اور بھی خراب نہ کر
 بیٹے ہوؤں سے تو اسے جان اجتناب نہ کر
 نہ رار پر دوں سے چین چین کے یہ تو پھیلے گا
 تو اپنے حُنون کو شرمندہ نقاب نہ کر
 وہ آٹھی کالی گھٹا ساتیا پلا سب کو
 اب ایسے بیس کوئی رند دل کا نقاب نہ کر

قسم ہے تجھ کو جوانی کے مست جلووں کی
 کہ حشتم شوق کو سر حشتمہ شراب نہ کر
 وہ چڑھ کے گرتا ہے گر کے غرد بہنالہ ہے
 تو اپنا سوزِ دروں سوزِ آفتا ب نہ کر
 تو اپنی وضعِ قدامت پہ زندگی کو گذار
 اب این و آں بیس کوئی اور انتخاب نہ کر
 یہ بے حساب ہیں لیکن ترے کرم کے شار
 مرے گناہوں کا مولا ہرے حساب نہ کر
 ازل سے گم ہے وہ حیرت میں تیری جانِ جہاں
 وہ تجھ پر صدقے توجیہت سے اب جواب نہ کر

ترے جلوؤں کا نظارہ کروں تری رضا ہو کر
 بقا کی شکل ہو جاؤ نگا پھر تجھ میں فنا ہو کر
 ترے تیر تظراءٰ ہے میرے دل میں بقا ہو کر
 گزر جائے گی اب تو زندگی عمر قضا ہو کر
 تہارے غم میں مر میٹنا حیاتِ جاد و افی ہے
 رہوں گا تا ابد زندہ غرض تم پر فدا ہو کر
 میں تم سے مانگتا ہوں تم کم محبوبِ الہی ہو
 کہاں جاؤں کہاں جاؤں میں اس در کا گد اہو کر
 اسے بھی حضرت گنج شکر کا واسطہ سئئے
 پھری فریاد آئی ہے صدائے بے صدا ہو کر
 اسے بھی اپنی محبوبی کے صدقے میں ملا دیجے
 کہ حیرت میری حیرت ہے تہارا آمنا ہو کر

تیرے بغیر

مضطرب زندگی ہے تیرے بغیر جان پر بن رہی ہے تیرے بغیر
 اُک تجھ پر نشار ہو جاؤں زندگی ہر ٹر رہی ہے تیرے بغیر
 ہلاکا ہلاکا سادر دہتا ہے دل پر بھاری بُنی ہے تیرے بغیر
 کون حاجت روا عالم ہے کسکی بُجڑی بُنی ہے تیرے بغیر
 میری مشکل بھی اپ تو آسال ہو سخت مشکل بُری ہے تیرے بغیر
 تو میری جان ہو کے جسکے جدا یہ کوئی زندگی ہے تیرے بغیر
 تیرا جیرت ہوں تیرا حیراں ہوں

موت انبندگی ہے تیرے بغیر

میں جاؤں آنکھوں کے بل کس لئے نہ سوٹے جماز

وہ سرزین ہے تخلیقِ کائنات کا راز

امان پائیگا میرا دہیں پہ ذوقِ سجود

کہ وہ جگہ ہے ملائک کی سجدہ گاؤں نیاز

ہر ایک ذرہ دہاں کا ہے بے نیازِ عَرْدَج

مئے ہیں اُس جگہ عالم کے سب نیشبت فراز

ہے آپ کے ہی تصرف میں نظم آمد و شد

ہے جنبشِ لبِ اعجازِ ہی حیات کاراز

ہزار جان سے اُس رہ پہ میری جان شار

تھی ہے میری عبادت یہی ہے میری نماز

تباهِ خستہ ہیں آقا حضور کے یہ غلام

کرم کی اب تو نظر ان پہ بھی ہو نبده نواز

اسی لئے تو میں جیرت میں مست رہتا ہوں

دہی ہیں آئنسہ میرا دہی ہیں آئنسہ ساز



پلتا نہیں ان پر آیا بُو دل بنے کیونکہ اپنا پر لایا ہو ادل
کبھی ہلہتا ہے پامال سبتو اُجھڑا نہیں ہے بٹھایا ہو ادل
نہیں وہ تمثیل کر بھئی ندو ریگا تھماری نظر کامٹایا ہو ادل
بلائیں وہ ہاتھوں کی لیگا ہو سے حتاکیں بسا کر لکھایا ہو ادل
زمانے پہ چھائے نہ کیوں بنکے حیرت
تھماری نظر میں سمایا ہو ادل

ہوئے آزاد اب قیدِ مکان و لامکان سے ہم
کیسی بھی جا نہیں سکتے کسی کے آشنا سے ہم
نفس سے چھوٹ کر صیاد جائیں تو کمال جائیں
کرنا واقع چین میں ہیں نشانِ آشیاں سے ہم
نہمارے مر مٹوں کو اب زمانہ کیا اٹھائے گا
کمال جائینے گے اٹھ کر اب تمہارے آشنا سے ہم
خدا کو عقل سے پیچا ناتم کو آنکھ سے دکھیا

کیسی اس سے زیادہ اور کیا اپنی زیادتی ہم
رہو دلشاہ دنیا میں۔ رہیں ناشادِ عالم میں
لفیبِ دوستیاں سے تم نصیبِ شمناں سے ہم
یہ دن بھی دیکھنا تقدیر میں لکھا تھا اے ہمدم
نفس کو جارہے ہیں اب نلکر آشیاں سے ہم
نشانِ سجدہ پیغم جبیں سے میٹتے ہیں سکتا
یتخفے لائے ہیں جیرت کسی کے آشنا سے ہم

شان وارت

وارث پھوئے جاتے ہیں باں ہڑو اور زندہ ہوئے جاتے ہیں بجان ہڑو
مسجد جو ہاں کرتے ہیں انسان ہڑو گمراہ ہاں پاتے ہیں بیان ہڑو
اسے شمع اول اپکے انوار پرست کر پرانے ہاں چڑھتے ہیں پران ہڑو
کھوٹیے ہاں عقل خر دستکاریوں دلتا اور پاگئے رتبہ ہاں نادان ہڑو
حیرت ہی اکیلا نہیں چھپا کا جیراں
جیرت گے وہاں بھرتے ہیں جیراں ہڑوں

شامِ زندگی

پاؤں نہ دور دور بھی اپنی خبر کو میں
 پھر ڈھونڈتا ہوں آپکی پہلی تظر کو میں
 اک اک نگہ میں سینکڑوں تیروں کے دار ہیں
 رکھوں ہماں سنبھال کے قلب جگر کو میں
 ایسے گئے کہ زندگی کی شام ہو گئی
 لاوں ہماں سے ڈھونڈ کے گذری سحر کو میں
 مدت یہ جبلوہ گرتہ ہوئے بالائے بام وہ
 اس چاند کو میں دیکھوں کیجھوں قمر کو میں
 جیت نیگاہ یار نے کیا جانے کیا کیا
 چراں ہوں اب کیا رہوں جاؤں کہ ہر کو میں

آنکھوں کو فرشِ راہ کئے جا رہا ہوں میں
 اور دل کو جبلوہ نگاہ کئے جا رہا ہوں میں
 سینے میں دفن آہ کئے جا رہا ہوں میں
 پر نور اپنی راہ کئے جا رہا ہوں میں
 پھر ان سے رسم و راہ کئے جا رہا ہوں میں
 اور زندگی تباہ کئے جا رہا ہوں میں
 تیرے بغیر زندہ ہوں کیا لذتِ حیات
 بے کیف سا گناہ کئے جا رہا ہوں میں
 رحمت کو تیری بھول کے ہوں بے گناہ میں
 کتنا بڑا گناہ کئے جا رہا ہوں میں
 مر کے بھی تیرنے عشق میں پھر نہ میں سکا
 زندہ ہوں کیا گناہ کئے جا رہا ہوں میں
 مستی بھری نیگاہ نے حیران کر دیا
 جیت سر وہی نیگاہ کئے جا رہا ہوں میں

عطائے نظر

پر دلیں سے مطلبئے، نہ کچھ کام ہے گھریں
 دُنیا میری آباد ہے بس اُن کی نظریں
 ذرتوں میں کبھی دیکھا کبھی مشتمس و قمریں
 وہ حسن ازال بس گیا کچھ ایسا نظر میں
 کچھ نہ درمتتا میں نہ کچھ جذب نظریں
 اپنار دعاؤں میں نہ کچھ رنگ اثر میں
 تو بھی تو اُسی جوشِ محبت میں انہیں بیکھ
 اب تک وہی جلوے ہیں اُن کی نظریں

نیز نگی قدرت کی یہ ہم زنگی تو دیکھو
 زنگین ہے دُنیا میری زنگین نظریں
 ہاں ہاں تری منزل تو ہے اور اک سے اگے
 کیوں پیٹا ہے اب تک تو یہیں زیر و زبریں
 یہیں آپ کا ہوں مجھ کو محبت سے جو دیکھو
 بیگانہ ہوں میں آپ کی بیگانہ نظریں
 اس عالمِ حرمت کا تما شہ ہو تو کیونکر
 پنهان ہے جو عالم میری حیران نظریں

لقصویرِ تقدیم

تصویرِ محبت بیس فضاؤں کو بنادوں
 سجدوں سے ترے کوچہ کا ہر ذرہ بسادوں
 بیس اپنی جبیں در پر ترے ایسی جھکادوں
 بگڑی ہوئی تقدیر زمانے کی بنادوں
 بیس دولتِ کوئین بھی تجھ پر سے شادوں
 اور سنتی نایاب تری رہ بیس مٹادوں
 بیس بلبل دفتری کی صداؤں کو جھلاکر
 اک نعمت تو کیا ہے تجھے سونتے شادوں

اک غمزہ ترکانہ سے جو نجہ کو مٹادے
 بیس مر کے بھی اس شوخ کو جینے کی شادوں
 جس درد سے عالم کا ہر اک ذرہ ہے معمور
 اس درد کو اپنے دلِ محزون بیس چھپائوں
 تو سُنستہ پہ آٹے تو میرے بھولنے والے
 فرقت کی کہانی تجھے نعمتوں بیس شادوں
 یہ زورِ سخن ہے کہ تحریر کی روانی
 چیرت سے ہر اک دل کو بیس آئندہ بنادوں

امیر صادق غریب مخلص فقیر محبوب نام خسرو
 ولائے دین کا پیام خسرو نظام حق کا نظام خسرو
 جو نظام حق نظام دیں تھے تو منظر انتظام خسرو
 تھے روح حق الکلام حضرت کلیم روح الکلام خسرو
 مراد مندوں کا نور تم ہونہاروں تم پر سلام خسرو
 ہوئے ہیں شاہ ولگا نہاروں تھاڑے ولکے علام خسرو
 تمہارے سوز دروں کے جلوے نگاہ مرشدیں جلوہ گر
 عطا ہوشنا لبouں کو اپنے اسی تجھت کا جام خسرو
 پڑے ہیں در پر تمہارے بےبس غریب چکوں روں کیس
 ستم زدوں کا ہوتکم سہارا تمہیں سے ہے اب تو کام خسرو
 وہ حیرت حشیم سمت حیران کہ جس سے سنبھال نظام دراں
 اُسی میں حیرت ہے پر لشیات ہی، دھن صبح و شام خسرو

اپنی ہستی نے رکھا آپ سے پہناں مجھ کو
 ان کے جدouں نے کیا مجھ پر نمایاں مجھ کو
 مار کے زندہ کیا تو نے مسری جاں مجھ کو
 اٹھنے دے گا ز کبھی یہ ترا احسان مجھ کو
 مرتے مرتے بھی رہا آپ کا ارمان مجھ کو
 چلتے دم خوب ملا حشر کا ساماں مجھ کو
 رُخ روشن نے کیا آپ کے جیسا مجھ کو
 ذرہ ذرہ میں تظر آیا چاغاں مجھ کو
 کیا کر شئے ہیں میری تازگی وحشت کے
 روز ملتے، میں نئے دشست دیباں باں مجھ کو
 اک چکا چوند ہوئی آئے بھی در چل بھی دئے
 وہ ملے بھی تو ملے بر ق بد اماں مجھ کو
 حسن آئینہ ہوئا عشق کی حیرت نہ گئی
 ان کی حیرت نے کبھی چھوڑا نہ جیسا مجھ کو

(خمسہ)

سُناؤں قدر تی المفت کا تم کو افسانہ
کھلا شرابِ حقیقت کا جبکہ میجنگا نہ
جمائی قدسیوں نے آکے بزمِ رندانہ

ہزار شوق سے جس نے پیادہ پیمانہ
بلاں تھا وہ محمد کا ایک مستانہ

زیاب سے اُن کا بایاں ہو سکیا گا کیا قیتا
وہ ٹھاٹھیں بھرتا ہو اعشق کا تھا اک دریا
اٹھائے صد مول پر صد میں مگر خوش رہا

میسیتوں بین رہا مست حال بے پروا
وہ گویا جان سے آیا تھا ہون کے بے کار

یہودیوں نے عجب اُن پر ظلم دھائے تھے
وہ ان کو جلتی ہوئی ریت پر لٹاتے تھے
وہ سیخیں لو ہے کی سینے پر گرم رکھتے تھے
ہزار جانِ لکل جائے وہ یہ کہتے تھے
کہ میری جانِ حزیں ہے بنی کامڈرانہ

کہیں جو حضرتِ صدیق اس طرف آئے
تو دیکھا سرخ تھے سب زخمِ خون سے اُنکے
مگر زیاب سے یہ کلمہ بنی کا پڑھتے تھے
وہیں چھڑایا یہودی سے اُن کو حضرت نے
چکا کے سودا دیا اس کو تھوڑا بیمانہ

پھر ان کو لائے حضورِ نبی کون دمکان
کہ جن پر مرتا تھا سوچاں سے عاشقِ جیاں
لگایا زخمیوں پر حضرتِ جب لٹا بِ دہاں
تو زخم بھر گئے جن سے ہوا تھا خون روائ
کھلنا تھا رحمتِ عالم کا یہ شفافخانہ

اُدھر خدا کے نتھے روح الامین پیام رسال
وہی پیام سناتے نتھے ان کو شادِ جہاں
یہ اُس پیام کو خلق تھیں جا کے کرتے بیاں

بنی خدا کی زبان نتھے تو یہ بنی کی زبان
وہ حق سے آئے منادی کالے کے پرواز

جو آئی بُوش پر دنوں چہاں کی رحمت
تو بھر دی سیئنے میں کون و مکان کی دو
سُنی جوان کی صدا میں عجیب سی رفت
سپُرد ہو گئی اُن کے اذان کی خدمت
فضا میں گونجی پھر ان کی اذانِ متانہ

وہ اپنی قدرتی لکنت کے بُشکار ہوئے
غلط زیاب کی نشکایت کے اُن پر وار ہوئے
اذان چھوٹنے پر ایسے بیقیر ار ہوئے
کرشمے قدرتِ حق کے یہ آشکار ہوئے
جو اُن کی عرش پر پہنچی صدائے متانہ

صدای آئی کارے تاجدارِ خستہ دلاں
اذان دے گا ز جب تک بیال پاک فہاں
نکلنے دیکا نہ سورج کو ربِ کون و مکاں
بلایا ان کو جو حضرت نے اکے دین وہ اذان
تو بیٹھا جھرے میں روتا تھا سخت کا دیوانہ

لُعْنَةٌ كَسِيرَةٌ

اے شاہِ عرب کشتنیِ میری پار لگادے
اے غنم سے چھپڑا دے

صدتے ہوَا اللہ تیرے حسن پہ شاہ
پیدا ہوئی تیرے ہی تقدّق میں جو دُنیا
مجھ کو اُسی دنیا ہی میں اے شاہِ بساۓ
بپر بگڑی بنا دے

آغسم سے چھپڑا
بو بگڑ و عمر حضرتِ عثمان کا صدقہ
اور مولا علیؑ اُس شہِ ذلیشان کا صدقہ
حیرانِ غم، ہجر کی حیرت کو مٹا دے

داروئے شفاقت دے
اے غنم سے چھپڑا دے

ہے خستہ حال ہمارا بتاہ ہے حالت
ہے پاممال زمانے میں ب محی یہ امت
اذان کی آپ کی محتاجِ اب بھی ہے قلت
کہاں یہ حیرتِ حیران کہاں تری مدحت
قبول ہو شہما حیرت زدہ کا نذرانہ

نعتیہ کیت

رحمت بنی کی چھاگئی - بخشش کا بینہ بسائگئی
آگئی نو آگئی — رحمت بنی کی چھاگئی
کھل گئے جنت کے باغ - ٹھنڈے ہوئے سینے کے داغ
ہنسنے لگے روئے ہوئے - اٹھ بیٹھے سب سوتے ہوئے
وہ خور و غلام آتے ہیں - اور وجد میں سب گاتے ہیں
امت بنی کی آگئی - نو آگئی - رحمت بنی کی چھاگئی
جن کے لئے جiran تھے - بتایا بنتے بے جان تھے
جن کے لئے روتے تھے، ہم - جان، ہجر میں کھوتے تھے، ہم
صورت پھر ان کی دیکھ لی - بگڑی ہوئی سب بن گئی
جیرتِ دلوں پہ چھاگئی - نو آگئی - رحمت بنی کی چھاگئی



عاشق نور بی خواجا دلیں قرنی مر جمال اعے جو سینے میں جال از لی
مر منے ہم پاہنیں دیکھاں لکانگھی انکو اللہ سے بے دیکھے ملی یہ وری
بدلے اک دا نکے سب دانکے دم میں شید جانش ری بھی نہیں یقین رت سے ملی
ہم بھی جن میں ترے پیس میکشنا ہم پھی بیک نظر لطفت سے تقدی
اسکی بھی زندگی اب ایک سکانے لگ جائے
اپکا جیرت جیاں ہے غلام از لی

نورا و رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرحبا دیدہ پر نورا ولیشِ ترنی
لوح محفوظ سے لائے بقیے جو انوار بنی
جب شہادت در دنلان مبارک کی سُنی

خون دل کھول اٹھایئے میں کاگ لگی
کردیئے دم میں ہشید آپ نے بھی دانت سمجھی

روز بیشاق ہی چمکا جو بنی کا حسلہ
ہو گئے دونوں ہی اپس میں دہیں سے آگاہ
آکے دیکھانے کبھی دنیا میں پائی وہ نگاہ

آپکے عشق کے سر کارِ دد عالم ہیں گواہ
آپ عشاقد کے سراج ہیں اللہ غنی

ایک دن چلدیئے وہ جوش میں سہمت لجھے
نیل گام کو دہل راہ میں پیاسا دیکھا
اضطراب اُس کا نظر آیا جا پنہ دل سا
اس کے پیچے چلنے اک سوز کی یکر دنیا
لے چلی جانے کہاں ان کو کیجئے کی لگی

وہ ترپتی ہوئی پسنجی جو بنی پانی کے قریب
بچھ گئی پایس ہوئی بینے کی ٹھنڈک نفیب
بس پٹ آیا دہیں سے وہ جمال مرد عجیب
دل میں رکھے ہوئے بتایا بی دیدارِ جبیب
کہیں بچھ جائے نہ اس طرح مرے دل کی لگی

آخر اک دن ہوا اک ایسا کرشمہ ظاہر
لے خودی آپ کی لے تھی دراقدس پر
دیکھا تشریف ہیں رکھتے ہیں گھر پر تور

سیدہ فاطمہ بولیں ہے کہاں آپ کا گھر
آپ تشریف رکھیں آئینگے آبا جی ابھی

بولے یا سیدہ کیا بیٹھے یہ فرقہ کاشکار
اپنے آباد سے نہ کہنا یہ میری حالت زار
تلیب نازک کوئی صدمہ نہ ہوئے زہار

آن کے کندھوں پر ازل سے ہے شفا کا جو با
جو پر سب آن پر چیزیں بھی ہوان پر ڈی

چلد یئے آپ تو گھر پہنچے شہ کوں و مکاں
دیکھا خوشبو ہے نئی گھربیں، کپھا درسمان
پوچھا بیٹی سے یہاں آیا خاکوئی ہماں
کیسی صورت تھی نجھے جاد بناے میری جاں
آتی ہے عالمِ ارواح کی خوشبو بھیں

سیدہ بولیں میں کیا ان کا بتاؤں نقشہ
اُن کی بیبیتے لرزائی تھی میں تو آبا
مال گھر سے ہوئے اور جسم ہوا تھا کانٹا
اور آنکھوں میں نظر آتی تھی قدرت کی چینا
باتیں کرتے ہوئے پھولوں کی لگی جیسے جھڑی

بولے حضرت کا ایں آیا فنا اور چل بھی دیا
 روزِ اول میرے جلوؤں کی ملی جس کو پیش
 کس طرح آیا تھا کس پال سے وہ آ کے گیا
 اب میری لاڈلی بیٹی تو مجھے چل کے دکھا
 اب کہاں مجھ کو ملیگا وہ مرا حق کا ولی
 لولے جیدر سے بھی جب میردم ہو آخر
 کرذ لے جانا میراسوئے اویش دلبر
 اس کو پہنائیں اہمیل آپ بھی ہوں اور عمر
 جامنے غاصِ بنت کی امانت لے کر
 چل دئے سوئے قلن حضرت فاروق و علیٰ

کرتہ پہناتا تو گرے سجدے میں وہ ہر دعا
 بخش دے امتِ محبوب کو تو میرے سخدا
 دین و دُنیا کی انہیں پر کتنیں ساری ہوں عطا
 ان کے ہر کام میں حاصل ہے سداد تیری رضا
 آپ کے فیض سے امت کی ہر ایک بات بنی
 اُس کو کیوں ہو گا کوئی خود تقبیح دل میں
 موکے وقت رہے آپ کی الغتِ دل میں
 مثل آئینہ رہے آپ کی صورتِ دل میں
 حیرت دیدی کی لیجاۓ نہ حستِ دل میں
 اپنے حیرت کو دکھا دیجئے دیدار کبھی

انوارِ حق عیاں ہیں خواجہ کے آستان سے
امس بے نشاں کو پایا میں نے اسی نشاں سے
روشن ہے کل زمانہ جسِ حن فضوفشاں سے
حنِ معین دیں ہے چمکا جو لامکاں سے
خواجہ کی برکتوں سے خواجہ کی رحمتوں سے
اجمیر کی وہ گلیاں ملتی ہیں آسمان سے
جو دو عطا و خشش فیہاں کے کرم کے
چشمے اُب رہے ہیں خواجہ کے آستان سے
لبے لبس ہوں فانوال ہوں بربادِ دچھاں ہوں
آخرِ کمال بیں جاؤں اب تیرے آستان سے
محتاج و بے نوکی اب لاچ ہے بختی کو
سب پکھا ٹھوں کا لیکر تیرے ہی آستان سے
تیری تجلیوں بیں گم ہو چکا ہے جستہ
پائے نشان اپنا حیرت زدہ کماں سے

مرے مخدوم محبوبِ الہی
نہ رکھ نہ روم محبوبِ الہی
مرے مقسوم محبوبِ الہی
مرے مفہوم محبوبِ الہی
بھی کی جاں علیٰ کا دل بھی ہیں
سنجی - مخصوص محبوبِ الہی
مرے ایمان ہے تجھ کو میرا حال
ہے سب معلوم محبوبِ الہی
ترے کوچے میں نقشِ پاکی صورت
رہوں مسدوم محبوبِ الہی
فرید الدین کا صدقہ اک نظر ہو
کھلیں مقسوم محبوبِ الہی
نظامِ حیرت بے نظمِ حضرت!
نہ ہو منظوم محبوبِ الہی

مختصر

عا جزوں پر اپنے مولا اب توا حاصل کیجئے
در دنڈوں کی دوا عیسیٰ دوراں کیجئے
غم نصیبوں پر کرم کچھ اب تو ایجاد کیجئے

داراثِ مشکل کشا مشکل کو اسماں کیجئے
پنجتُن کا واسطہ ہر دُنگ کا دریاں کیجئے

دل کے داغوں کو مرے شکستاں کیجئے
سینئِ تاریک کو پر فور عرقاں کیجئے
گلشنِ ویران کو جان بہاراں کیجئے

شام غربت کو ہماری صبحِ خندان کیجئے
اک جملک دیجے ہمیں دراں میاں کیجئے

ہم نہیں کہتے کہ ہم کو دولتِ دنیا ملے
عزت و حرمت ملے شوکت ملے رتبہ ملے
آپکے ہاتھوں ہیں جو کچھ ملے اچھا ملے
بلیں گیا سب کچھ اگر اک بھیک کا نکڑا ملے
دیجئے اور بے نیازِ دستِ شاہ کیجئے

ہم بُرے ہیں یا جھلک لہلاتے ہیں اب آپکے
جیتنے پر لاچار ہیں جو گور غم ہیں جی رہے
اپنے محتاجوں کو اب لِلّه نہ یوں ترسیلیئے
ہاں کرم فرمائیئے مولا کرم فرمائیئے
ہم گداوں پر نظر اے شاہ خوبال کیجئے

اُس کا سر ہے اپکے در پر ہی جھک کر فراز
غیر کے لگے وہ کیسے کر سکے دستِ دراز
اُس کو ابسا آئندے اے مرے آئندہ ساز
دوسری حیرانیوں سے دل ہو اسکا بے نیاز
اپنے حیرت کو فقط اپنا ہی حیران کیجئے

اپنے جملوؤں کو میری ذات میں پہاڑ کرنے
ذرے ذرے کو مرے ہر دخشاں کر دے
ذوقِ دیدارِ میری زیست کا سامان کر دے
میرا ہر تارِ نظر تارِ رگِ جہاں کر دے
قلبِ مفطر کو یہاں بھی تو پر لشائ کر دے
کاش پامال کوئی گورِ غریبان کر دے
واہنے دل پر سوز نما یاں کر دے
ان کی محفل میں بھی اب چل کے چراغاں کر دے
پاؤں ھلنی ہوئے لیکن نہیں جاتی وحشت
اب تو تلوؤں میں ہناں کوئی بیا یاں کر دے
پاک دامن سے نظر آتے ہیں انوارِ ازل
اے جزوں اب تو مجھے صاحبِ عرفان کر دے
میری حیرت ترے جلوؤں کیلئے وقٹے، اب
ہوش میں لا اسے یا اور بھی حیراں کر دے

اُن کے رُخ بُجھو جلوے بکھر جائیں گے ساے عالم کو رُشن وہ کر جائیں گے
 منسوخے ہیں آخر تو مر جائیں گے نام اُن کا تو دنیا میں کر جائیں گے
 تو جفا کرنے کر ہے تجھے اختیار ہم دفاوں پر اپنی ہی مر جائیں گے
 آستانا تراہے اور اپنی جبیں اس کو چھوڑیں گے تم تو کدر جائیں گے
 اپنے حیدر پر سو جاتے ہیں شار نام شبیہ پر ہم تو مر جائیں گے
 دد تیر ہی ہے زندگی جان ہاں تیرے اس در دین ہم تو مر جائیں گے
 اپنی حیرت کی اُن کو خبر ہو نہ ہو
 ہاں دلوں کو وہ چران کر جائیں گے

دیوانِ کی وہیں

محفل آباد رہی آپ کے دیوانِ نگی دل میں بھیر رہی مر کے بھی بانوں کی
 تھسلی ہے قتل گُناز میں آئیں عشق دکھتا ہے طلب ہی دیوانِ نگی
 حُن کی شمع آرشن تو انہیں ڈھر زندگی مٹ سکی کہ بھی پروانوں کی
 ایک ہی جنت میں دلوانے ہوئے کہ سپر آنکو دیوانِ کیاں روکنیں زندگوں کی
 حیرت عشق ہوتی ساکے جہاں کی حیرت
 دنیا حیران رہی آپ کے حیرنوں کی

حباب زندگی

کسی کے غم میں مر مٹنا حیات شاد مانی ہے
 اب تک نام زندہ ہے کسی کے کام آنے سے
 میری پلے تابیوں سے برق لرزائ چرخ سرگردان
 الگ رہتی ہے کو سوں برق میرے آشیانے سے
 سُلا یا ہے کچھ ایسا تھیکیاں میعاد نے دیکر
 سمجھتے ہیں نفس کواب تو بہتر آشیانے سے
 زبانِ نواسیر ان نفس میعاد کیا سمجھے
 نتیجہ کیا ہے رو داد الم اس کوستنانے سے
 بس اب رہنے بھی دیجے ایسی بھی تیر افگنی کیا ہے
 جدھر بھی تیر پھینکا اپ نے بیٹھا نشانے سے

حباب زندگی آئتھتے نہیں یونہی آٹھانے سے
 کسی سے دل لگا کر دُور ہو بیٹھو زمانے سے
 غرض کیا ہے جہاں سے واسطہ کیا ہے زمانے سے
 پڑے ہیں آپ کے در پر لگے ہیں اب ٹھکانے سے
 میری مٹی لگی ہے متنوں میں اب ٹھکانے سے
 ہکیاں جاؤں گا اٹھ کر اب تمہارے آستانے سے

محبت فقرد محبوبی سخن دانی و حق بینی
 لا خسرو کو حُن ایسا نظاہمی آستانے سے
 سجنور میں کشتی دل کو جہاں دیکھا وہیں پہنچے
 ازل سے وہ لگاتے آئے ہیں سبکو ٹھکانے سے
 لگاہ لطف اس جانب بھی محبوبی کے صدقے میں
 کہ لگ جائے ہماری کشتی دل بھی ٹھکانے سے
 مری حیرت کا ہر جلوہ تصدق انکے روپ پر
 بناءُوں نقش حیرت میدا اسی آئینہ خانے سے

آلش خاموش

(گیت)

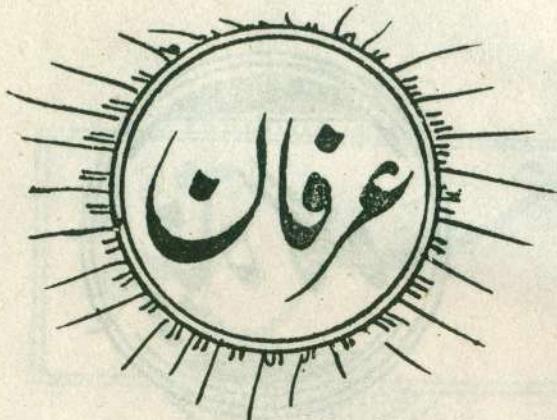
محبے سوز نے پھونکا میں جان سے ہاری
 کیسے کیسے جیون غم ہجر کی ماری
 دیکھا ایک نظر
 بھولی اپنی خبر
 میرے قلب اور جگر
 بن گئے زخم کاری محبے سوز نے پھونکا
 میں جان سے ہاری

ن تو بھُ سے بِلے
 ن جبُدا ہی رہے
 ن کچھ اپنی کہی
 ن صُنی میری زاری — مجھے سوز نے پھونکا
 بیں جان سے ہاری
 اب ن جا ہی سکوں
 ن بلما ہی سکوں
 ن مروں ن جیوں
 ہائے رے بقیراری — مجھے سوز نے پھونکا
 بیں جان سے ہاری

ان پیں مرٹ گئی
 مجھ میں وہ بس گئے
 دونوں ایک ہوئے
 رہ گئی پر دہ داری — مجھے سوز نے پھونکا
 بیں جان سے ہاری
 ان کی چاہت ہوں بیں
 میری رنگت ہیں وہ
 میری چیرت ہوئی
 ان کی آئینہ داری — مجھے سوز نے پھونکا
 بیں جان سے ہاری

سَمَاءُ الْمُبَشِّرَةِ نُورٌ

مری زندگی بھی ٹھکا نے لگادے
مٹا دے میری جان اب تو مٹا دے
سلگتا ہوں مدت سے میں سوز غم میں
ایسے ایسا بھڑکا کہ تن من جلا دے
وہ ننھے کہ ارض دسمما جس سے گنجینیں
مرے سونے دل میں اُنہی کو بسادے
ہر اک ذرہ جس نور کا آئندہ ہے
وہی نور حیرت کو بھی جگھا دے



میرا دل ٹوٹا ہوا ارمان ہے جب تواے جان جان بجان ہے
تجھ پر صدقے جان دل قربان ہے جو مرتضیا میر امیان ہے
ٹکڑے کردے دھجیاں میری اڑا میں کھوں گاشکر ہے احسان ہے
ویکھتا ہوں پنی ہستی میں تجھے یقینت، بھی عفان ہے
مچو کو کوئی کام بھی آسان نہیں آنکو ہر شکل مری آسان ہے
تیرے ہونے سے وہ حیرت ہوتا ہو اصل میں بے بس اک انسان ہے
آن کے جلوے میری حیرت ہیں مگر
یہ دل حیراں عبد حیران ہے



کیوں مری زندگی تباہ ہے مجھ پر جب آپ کی نگاہ رہے
مے و مینا سے رسم و راہ ہے میکدہ ہی پناہ گاہ رہے
سر زانٹے کبھی تراجمج کر آنکے قدموں سے ہی بناہ ہے
حشر کیا ہے کرم کی بارش ہے بُول میں ہم تو بلگیاہ رہے
اُسکی حیرت کی انتہا نہ رہے
اتنی حیرت پر بھی نگاہ رہے



تھا رے در پر مٹ کر طے کئے گون و مکاں ہم نے
ہکاں چھوڑا تھا اپنے آپا کو پایا کہاں ہم نے
لتصور میں کسی کا حسن پایا جاو داں ہم نے
اُسی حنِ تصور کو بنایا حریز جساں ہم نے
ٹھایا عاشقی میں اپنے اسب نام و نشان ہم نے
سچایا لختِ دل سے گلشنِ گون و مکاں ہم نے

گرائیں باغ پر آہ و نقاش کی بجھ دیاں ہم نے
 جلایا اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا آشیاں ہم نے
 ادھر بھلی جلانے کیلئے آئی نشیں کو
 ادھر جانا اسی برقِ پشاں کو آشیاں ہم نے
 شرابِ ناب کسی بادلوں سے ہم جدھر پہنچے
 بدل دی ایک لعزش میں فضائے آسمان ہم نے
 کسی کے خونِ بکیں پر کبھی آنسو جو روئے تھے
 تو ہر آنسو کو پایا ایک بھر بیکراں ہم نے
 صریحیت کے نقشے میں سمایا گلشنِ عالم
 ہر اک ذرے کو پایا اپنی حیرت کا نشان ہم نے

سینہ ہے میرالله زار سوزِ دروں بھار ہے
 درد ہے میری زندگی دلکی تڑپ قرار ہے
 دل میں تمہاری یاد ہے آنکھیں کے دُبڑے ہوتے
 کیسے کہوں کہ ہجرتِ آنکھوں کو انتظار ہے
 غم اسے غم نہیں کوئی اُسکو خوشی خوشی نہیں
 سب سے ہے بے نیاز جو موحجمالِ بار ہے
 اس کو کسی سے کیا غرض رہے نہ رہے اب کوئی
 کششہ انتظار کی خاک بھی سوگوار ہے
 او میرے بے خبر تو دیکھ اُسکو د پائیں کر
 تیرے ہی نمگسار کا ڈھیر نہیں مزار ہے
 اپنی سی ہم تو کر چلے ان کی رضاپ مر ہٹے
 اپنی توبات بن گئی اب انہیں اختیار ہے
 بارگہ نیاز سے اس کو نہ کیجئے جو دا
 حیرتِ زار آپ کا بندہ خاکار ہے

(خمسمہ)

دھن بوجھ سے مجھے بیگانہ بنادے
 اجڑے سے میرے دل کو پرخیاں بنادے
 ہنس کو اک درد کا افسانہ بنادے
 بجور غمِ عشق کو دیوانہ بنادے
 عالم کو اسی حُن کا پروانہ بنادے
 وہ تیر نظر جنکا زمانہ ہوا شیدا
 سینے میں اتر جاتے ہیں جو بنکے تنا
 جن کیلئے ہر عاشق بدل ہوا رسوا
 آباد تھی ایک ایک میں سوچن کی دُنیا
 دل کو انہیں تیروں کا تو نہ راز بنادے

جن دل میں سمایا ترا سوڈا مجتہت
 مسٹر ہے ہر حال میں شیدا مجتہت
 ہے جس کو ملا دیدہ بینا مجتہت
 دم بھرتا ہے تیز ہی وہ رسول مجتہت
 فزانہ بنایا اسے دیوانہ بنادے
 دزدیدہ لگا ہوں سے مسرا دل جو چراما
 حیران بنایا کبھی آئینہ دکھایا
 انکھوں سے چھپا اور کبھی وہ دل میں ملایا
 جیست کا وہ عالم ہے مٹایا نہ بنایا
 حیران تھا کو وہ کیا کیا نہ بنادے

ترے درد کی کہانی مسرا رازِ زندگانی
 ترے حُن کا فساد ہے میرا غمِ ہناںی
 مسرا راز ہے اگر تو تو میں ہوں تیری نشانی
 د تری جیات فانی نہ میری حیات فانی
 کروں دید کی طلب کیوں سنوں کیوں میں نکانی
 ہے ابھی میری نظر میں وہ اداۓ من رآنی
 میں مجھے ازل میں کھو کر رہا عمر بھر تڑپتا
 اسی جستجو میں آخر بھجی شمعِ زندگانی
 مری تیر بختیوں کی نہ بھی کبھی سیاہی
 رہی عمر بھر فردزاد میری شمعِ زندگانی
 وہی بیقراریاں ہیں۔ وہی اضطراب اس کا
 بجز اس کے کیا ہے حیرت دلِ زار کی کہانی

پہنچانہ پشم

اس دل کو کسی آنکھ کا پیمانہ بنادے
 پھر جان کو میخانوں کا خمانہ بنادے
 میں یہ نہیں کہتا مجھے فزانہ بنادے
 تو چاہے تو اے جاں مجھے دیوانہ بنادے
 اپنا نہیں کرنا ہے تو بیگانہ بنادے
 بیگانگی بھی ہاں مجھے تیرا نہ بنادے
 روشن ہیں تری ذات سے عالم کی فحاییں
 نمیرا بھی سیہ خانہ ضباخانہ بنادے
 اس حُن تماشا گر عالم کو مراجذب
 دُنیا کے تماشوں کا تماشا نہ بنادے
 جیرت ہوں کبھی اور کبھی گم کر ڈھ جیرت
 وہ حُن مجھے عشق میں کیا کیا نہ بنادے

البُشْرَى

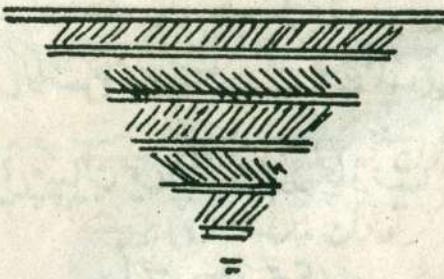
سنگِ درجا مال ہے وہ سے مری پیشانی
 بخود کئے دیتی ہے ہر ذرہ کی تباانی
 وہ تیر نظر آیا دل وینے کی اچھانی
 لازم ہوا کرتی ہے ہمان کی ہمانی
 صدقے ترے جلوں کے اس ساقی لاثانی
 حیرت کو بتا ڈالا آئیسنہ چرانی
 دنیا کے سکون بھی ہے جیہی دل بھی ہے
 الْفَتَّ کی پریشانی کیسی ہے پریشانی
 جس سمت نظر اٹھی بیدار کر شے ہیں
 حیرت کا تصور ہے اور جلوہ نورانی

بخوشی کے سوا ہو اور کیا طرز بیان میری
 کہ اک لفظ محبت بنے مکمل داستان میری
 تمہارے دم سے جب بگڑی رہے گی ہر ہاں میری
 تو گیوں تقدیر بن جائے نصیب دشمنان میری
 فریب پر ده داری ہے حیات بے زبان میری
 الْمُنْشَرِحَ نہ کروں مجھ کو پر ده داریاں میری
 تیرے تیروں کا صدقہ ہے حیات جاؤ داں میری
 مجھے زندہ کئے دیتی ہے مرگ ناگہاں میری
 مری بے تابیوں سے بر ق لزاں چرخ سرگردان
 لرز نے بھی نہ دیں گی برق کوبے تابیاں میری
 دل پر سوز کے ثاروں کو تنکوں کی جگہ رکدوں
 حفاظت آشیاں کی خود کرنگی بجلیاں میری
 یکس کا عکس حیرت ہے عیاں ہو کر بھی میں گھپوں
 کہ حیرت زائے عالم ہو گئیں حیرانیاں میری

کلامِ هذا عنایت کرنے کا شکر یہ امجد فرید صابری الوارثی قوله

کسی کا تیر نظر دل کے پار ہو کے رہا
 تو دل نے دم بھی تھا راش اپنے ہو کے رہا
 تمہاری سوزن مترکاں نے کی وہ بخیر گری
 کہ خستت ہتھی مراتا تار ہو کے رہا
 کھلا تو خانہ دل میں وہ چھپ کے ٹھینڈا
 چھپا تو ہر جگہ وہ آشکار ہو کے رہا
 یہ جذب عشق کی تصویر زندہ کھنچ کے رہی
 مرا مزار تری را ہکذر ہو کے رہا
 تمہارے روئے منور کی روشنی کی قسم
 کہ اس سے قلب سیدہ جلوہ بار ہو کے رہا
 کسی کے دم پر دل ناصبح و شام مٹا
 کہ تھیں کے صدقے وہ شب زندہ دار ہو کے رہا
 حرم حسن میں لرزہ نہ کس لئے آئے
 تھا مزار کوئی بے قدر ہو کے رہا
 قسم ہے ان کی عطاگی کہ بے بھی کے یون
 ہم اختیار مرا اختیار ہو کے رہا
 اگر جی چھن کی خیرت اسے ملی نہ ملی
 مگر وہ عشق کا آئینہ دار ہو کے رہا

پُرپی بھاشا



ساجن دھاؤ ہمری اور

ہمرے نیناں تم بن کو

کارے کارے بدلاۓ بھری چمکت من کر پائے

رات انڈھیری گھری ندیا پینا مجاوت شور

ساجن دھاؤ ہمری اور

کوئل کوت بھتوڑا لوت بلین کلین بگ سونڈ

پی پی پیساں میں پکار مور مجاوت شور

ساجن دھاؤ ہمری اور

بیں داسی بن تمرے داسی تمرے دس بن جات نرائی

آؤ ساجن گردا لگالو ساجن بھئی اب بھور

ساجن دھاؤ ہمری اور

کرم کی چھوٹی جنم کی ہاری ہسگ کی راست بردھ کی ہاری

نام پتھرے بیچھ رہنگی نئی نویں نمکور

ساجن دھاؤ ہمری اور

بات دگر موری بھیاں ہنی نہ دن پکرت لجیا چسینی

کون نگراب پھائے ہو جیت او بالم چت پور

ساجن دھاؤ ہمری اور

پرمی آگ سے کاہے ڈرے
 تورا پریم ہے تو رکھیا
 پریم کی آگ تو ہر دے جائے تن سن سگرو را کھنائے
 پرمی تیرا اب کیا بچا ہے جس کی توفکر کرے
 پرمی آگ سے کاہے ڈرے
 پریم نے تجھ کو آگ بنایا آگ نے آگ کو کب تھا بھجا یا
 آگ تو آگ کو اور بھر کافے بھئے جو ایسے مرے
 پرمی آگ سے کاہے ڈرے
 جن نین مل نیر بھا یو جگ کی آگ کور و رو بھجا یو
 جگ کو ٹھنڈا کریں پرمی دہ نیناں حیتہ بھرے
 پرمی آگ سے کاہے ڈرے
 تورا پریم ہے تو رکھیا
 پرمی
 نہ تن مُشَد